

بِسْمِ اللَّهِ
مجلد اول

بِسْمِ اللَّهِ
مجلد اول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ
ذات باری کی مثل کوئی نہیں اور وہی سنے والا اور دیکھنے والا ہے
اَلَيْسَ لَكَ كُلٌّ مِنْكَمُ (الحشر) اَلَيْسَ لَكُمْ مِنْ شَيْءٍ اَرْشَادُ بَرِّی
نہیں ہر ایک میں تم سے کسی ایک کی مثل تم میں سے کون میری مثل ہے
تَحْيِرُ وَالنَّفْطُ كَمِثْلِهِ وَانْكَحُوا الْاَكْفَاءَ (حدیث)
ولادت کے لئے بہن من الحجاب کرو اور اذکورہ میں نکاح کرو۔

انکشاف الاسرار فی تعظیم آل النبی المختار صلی علیہ وسلم

فی باب عدم جواز المناکحة بین السید و غیر السید
فی صورة الاستفتاء مع الجوابات
مع الاضافة خلاصة الكلام لبوغ المرام

مؤلفہ

مخدوم زادہ قاضی محمد اسرار الحق حقانی

بہا مقام

صاحبزادہ قاضی منہاج الحق صاحبزادہ مفتی ضیاء الحق ، صاحبزادہ ارشاد الحق

جامعہ اسلامیہ اسلامیہ علوم حیدرآباد دہلی روڈ راولپنڈی

فون : ۲۹۰۴ - ۵۵۰۰۵۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ
وَأَنْتَ بَارِي كُلِّ شَيْءٍ لَوْ أَنَّ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ ذِي نُفُوسٍ
أَلْفَيْتَ أَكْثَرًا مِنْكُمْ (الحديث) أَيْكُمْ مِثْلِي (ارشاد نبوی)
نہیں ہوں میں تم میں سے کسی ایک کی مثل تم میں سے کون میری مثل ہے۔
تخیر والنطف کم وانکحوا لا کفاعة (حدیث)
ولادت کے لئے بہترین انتخاب کرو اور کفو بر میں نکاح کرو۔

انکشاف الاسرار

فی تعظیم آل النبی المختار ﷺ

فی باب عدم جواز المناکحة بین السید و غیر السید

فی صورة الاستفتاء مع الجوابات
مع الاضافة خلاصة الكلام لبلوغ المرام

مؤلفہ

مخدوم زادہ قاضی محمد اسرار الحق حقانی

بہ اہتمام

صاحبزادہ قاضی منہاج الحق ، صاحبزادہ مفتی ضیاء الحق ، صاحبزادہ ارشاد الحق

جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم حیدر ٹوہمی روڈ راولپنڈی

فون : ۲۹۰۲۱ - ۵۵۰۰۵۳

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : انکشاف الاسرار فی باب عدم جواز المناکحہ بین السیدہ
وغیر السیدہ فی صورت الاستفتاء مع الجوابات، مع
الاضافۃ خلاصۃ الکلام لبلوغ المرام۔

مؤلف : مخدوم زادہ قاضی محمد اسرار الحق حقانی

طباعت : صاحبزادہ قاضی منہاج الحق۔ صاحبزادہ مفتی ضیاء الحق
زیر انتظام
صاحبزادہ قاضی ارشاد الحق۔
جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم مری روڈ۔ راولپنڈی

مطبوعہ : عصمت پرنٹرز۔ نزد سیر ضیاء نواز الہیل۔ گوالمنڈی راولپنڈی

بار دوم

تعداد ۵۰۰۰

مئی ۱۹۹۲ء

کتابت : قاضی محمد منیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى جَبِيهِ خَيْرِ الْأَنَامِ
وَعَلَى آلِهِ الْعِظَامِ وَأَصْحَابِهِ الْكَرَامِ

عرض حال

ابا بعد عرصہ دراز سے مسئلہ بسلسلہ مناکحت سیدہ فاطمیہ حسنیہ حسینہ کا غیر رسید کے ساتھ زیر بحث تھا۔ چنانچہ مقتدر علماء کرام اس مسئلہ کی تحقیق و تدقیق کے بعد اپنے اپنے انداز کے مطابق بصورت استفتاء و رسائل درقیم لائے۔ جن سے عوام و خواص نے استفادہ کیا۔ لیکن باوجود اس کے بھی بعض مواقع پر مسئلہ مذکورہ کو متنازعہ فیہ بنا کر تعظیم اہل بیت اطہار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کرنے کی کوشش جاری رہی ہے۔ بلکہ یہاں تک بھی نوبت پہنچی کہ نسب کا اعتبار شرعاً کوئی اعتبار ہی نہیں۔ یہ انداز تحریر و تقریر سراسر توہین کا باعث بنتا رہا۔ حالات کے ساتھ ساتھ سکوت بھی کیا جاتا رہا۔ اور افراط و تفریط سے دور رہتے ہوئے تعظیم اہل بیت مصطفوی علیہ التحیۃ والثناء کو جزو ایمان سمجھنے کی تلقین جاری و ساری رہی۔ لیکن تھوڑی سی مدت میں حالات بدلتے ہوئے نمودار ہونا شروع ہو گئے۔ جس کی بنا پر عزیز القدر فیاض نوجوان سید عارف شاہ گیلانی جو کہ خاندان سادات سے متعلق ہیں اور میرے شاگرد رشید بھی ہیں کافی اصرار کے بعد چند سطوح قانون کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کی۔ علمائے کرام کے علمی اور تحقیقی انداز کے مساوی تو نہیں۔ لیکن عقیدت اور ایمان کے جذبہ کے پیش نظر ان کی اتباع

میں جنہوں نے اس امر عظیم کی طرف توجہ مبذول فرما کر اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اور ثواب دارین کے حصول کے مستوجب بنے جعفری تحریر بصورت سوال و جواب طباعت کے بعد منظر عام پر لائی جا رہی ہے تاکہ حب رسول اور محبت اہل بیت اطہار کے طفیل فدیہ نجات بن سکے۔

مگر قبول افتد زہے عز و شرف

سب سے بڑی سعادت فقیر پر تقصیر کے لئے یہ بھی بطور تحریث نعمت قابل صد افتخار و تشکر ہے۔ دنیائے اسلام کے نامور سپوت اور روحانی و علمی میدان کے بے مثال شاہکار فاتحِ قادسیہ، قاطعِ نجفیت، مجددِ ملت و اقطافِ اسیرارِ خفی و جلی خواجہ خواجگانِ آفتابِ رشد و ہدایت، ماہتابِ خاندانِ چشتِ مخدوم عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبِ الجیلانی الحسینی و الحسینی نور اللہ مرقدہ کے خاندانِ سادات کے نیر تاباں پیکرِ صدق و صفا صاحبِ حلم و حیا صاحبزادہ پیر سید غلام معین الدین شاہ صاحبِ مدظلہ العالی منبعِ جو و وسخا، طالبِ رضائے حق، فاضلِ محقق جناب صاحبزادہ پیر سید عبدالحق شاہ صاحبِ دامت برکاتہم العالیہ کی نظرِ توجہ اور سہارا پر یہ جرات کی جا رہی ہے۔ اس نسبتِ عظیم کے وسیلہ سے تو کلاً علی اللہ سوالات و جوابات مسئلہ مذکور کے متعلق پیش خدمتِ قارئین ہیں۔

خادم العلماء و الفقراء

مخدوم نزاہ قاضی محمد اسرار الحق حقانی

الراجی الی العفوان الحق

مہتمم جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم

مری روڈ۔ راولپنڈی

الاستفہار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ شہر عانسب کا اعتبار ہے کہ نہیں۔ بعض لوگ آریہ مبارکہ اِنَّ اَكْثَرَ مَا كُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْؕ نو بطور استدلال پیش کرتے ہیں کہ نسب کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲۔ اگر نسب کا اعتبار ہے تو بالنع عورت بغیر رضاعی کے نکاح غیر کفور میں کر سکتی ہے ؟

۳۔ اور اگر کفور کا اعتبار ہے تو پھر کیا ساداتِ فاطمیہ کا ہم کفور کوئی بن سکتا ہے ؟

۴۔ کیا سیدہ فاطمیہ کا نکاح غیر سید سے اگر ولی کر دے تو حلال ہو گا یا نہیں ؟

۵۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ عالم علویہ کا ہم کفور ہے اور نکاح جائز ہے۔ تفصیلاً جواب سے مستفید فرمائیں۔
المستفتی

سید عارف شاہ گیلانی
مانگل شریف
ایبٹ آباد

۶ الجواب

يَعُونَ الْمَلِكُ الْوَهَّابُ وَهُوَ الْمَوْفِقُ لِلصَّدَقِ وَالصَّوَابِ
اقول بالاسد التوفيق وبسببه الازمة التحقيق - شرعا نسب کا اعتبار ہے
قرآن مجید کا ارشاد ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ
مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ
أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک
عورت سے پیدا کیا اور کیا ہم نے تمہیں
قومیں شاخیں اور قبیلے تاکہ تم ایک دوسرے
کو پہچان لو اور اللہ کے نزدیک تم میں وہی
عزت والا ہے جو سچی ہو گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ
(سورۃ الحجرات) جاننے والا خبردار ہے

آیہ مقدسہ میں واضح موجود ہے کہ قومیں اور خاندان مقرر کرنا تعارف
کے لئے تھا تاکہ درجہ امتیازیت کے حاصل ہونے کے بعد حسب مراتب ایک
دوسرے کے مقام کو پہچان سکو۔ کیونکہ اس کے بغیر تخلیق انسانی کا مقصد مکمل
نہیں ہو سکتا۔ امتیازی حیثیت اور مراتب میں تفاوت کا انداز لتعارفوا
سے متحقق ہو رہا ہے کہ درجہ مساوات بحیثیت انسان کے تھا۔ لیکن انسانی
مدارج اور مراتب کا تفاوت انساب کے بغیر ممکن نہیں۔ اس بنا پر اقوام
اور قبائل پیدا کئے۔ چنانچہ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں اسی آیت
مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں (لِتَعَارَفُوا) علة للجعل ای جعلناکم
کذلک ليعرف بعضکم بعضا فتصلوا الارحام وتبينوا الانساب
والتوارث لا لتفاخروا (الحج) جعلناکی علت لتعارفوا ہے۔ یہ اس لئے

کہ تاکہ تم بعض بعض کو پہچان سکو۔ باہمی صلہ رحم اور مسائل وراثت وغیرہ بھی پورے ہوں۔ نسب کا بیان کرو۔ بطور فخر کے نہیں۔ یہ تصور کرنا کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ شرافتِ نسی کے خلاف ہے ہرگز نہیں۔

بلکہ شرافتِ نسب کا ذکر بصورتِ نعمت جاتزہ ہے بلکہ ضروری ہے۔ کیونکہ شرافتِ نسی بھی ایک نعمت ہے۔ اس کا ذکر شکرِ خداوندی کی بجائے آدمی ہے۔ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے حکم کے بموجب اس نعمتِ شرافت

نسی کا ذکر کرو اور عملی طور پر تقویٰ اور پرہیزگاری کا دامن بھی تھامے رکھو عمل کی ترغیب شرافتِ نسی کے لئے مضر نہیں اور یہ دعویٰ کرنا کہ نسب کا کوئی اعتبار نہیں یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ گزشتہ سطور میں بھی عرض

کیا جا چکا ہے کہ نسب کا ذکر بطور تحدیثِ نعمت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَ مِنَ النَّاسِ الْعَرَبَ مِنَ الْعَرَبِ

قریشاً وَاخْتَارَ مِنْهُمْ بَنِي هَاشِمٍ فَاخْتَارَ مِنْ خِيَارِ (الْحَدِيثِ) صاحبِ مشکوٰۃ نے مسلم کے حوالہ سے نقل کیا۔ اِنَّ اللّٰهَ لِمُصْطَفٰی كُنَا نَه

مِنْ وَلَدِ اسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰی قُرَيْشًا مِنْ كُنَا نَه وَاصْطَفٰی مِنَ الْقُرَيْشِ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفٰی مِنْ بَنِي هَاشِمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بعثت من حنیئ قرون بنی آدم قرونًا فحقنا حتی کنت من القرن الذی کنت

فیہ ۰ رواہ البخاری ۰ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بہترین طبقوں میں سے پیدا کیا گیا۔ بنی آدم کے قرن سے قرن کے بعد یعنی ہر قرن

میں باپوں کی پشت میں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ہوائیں ایسے قرن میں جس میں میں ہوں۔ حدیث کے الفاظ میں لفظ خیر جو صیغہ اسم تفصیل کا ذکر ہے جو کہ بالعم

کا متقاضی ہے صریح طور پر خصائل حمیدہ اور اوصاف شریفہ پر وال ہونے کے ساتھ ساتھ ذاتی شرافت کی فضیلت پر وال ہے۔ سنن ترمذی میں بروایت ابو سعید رضی اللہ عنہ میں ہے۔ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم انا سید ولد ادم یوم القیامۃ ولا فخر و بیدی لواء الحمد لا فخر۔ علامہ التورنشی فخر کی تفسیر بیان فرماتے ہیں۔ الفخر اداء العظمتہ۔ فخر کا معنی بڑائی کا دعویٰ کرنا ہے۔ ذکر شرافت نسب اگر بغیر فخر کی جائے تو شرعاً جائز ہے۔ ہر کار و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے سوال کیا۔ من انا قالوا انت رسول اللہ قال محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن عبد مناف۔ احادیث سے وضاحت ہوئی کہ نسب کا شرعاً اعتبار ہے اور شرافت نسبی کا ذکر بطور تحدیثِ نعمت کرنا ضروری ہے تاکہ تخلیق انسانی کا مقصد پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے اور مراتب کو ملحوظ رکھا جاسکے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ فضلنا بعضهم علی بعض نفس تخلیق انسانی میں برابر ہی ہے۔ لیکن امتیاز اور تفاوت محض شعوب و قبائل کے ذریعہ ممکن تھا۔ جیسا کہ نفس نبوت علیہم الصلوٰت والتسلیمات پر ایمان لانا فرض ہے لیکن بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ غرضیکہ تذکرۂ نسب شعوب و قبائل قرآن کریم اور احادیث نبویہ علیہ التحیہ والثناء سے ثابت ہے۔ البتہ بطور تفاخر و فخر نسب جائز نہیں۔ اسی بنا پر جمیع اوصاف حمیدہ اور کمالات نبویہ سے منتصف ہوتے ہوئے آپ نے فرمایا لا فخر لی اس سے ثابت ہوا کہ نسب پر فخر کرنا جائز نہیں اور شکر کے طور پر ذکر تحدیثِ نعمت ہوگی۔ لیکن عجیب منطق ہے کہ جو لوگ ان اکرمکم عند اللہ اتقا کم سے استدلال عدم شرافت نسبی پیش کرتے ہیں یہ مبارکہ میں تقویٰ و پرہیزگاری پر گامزن ہونے کا صلہ عند اللہ اتقا کم ہونے کا ذکر ہے نہ یہ کہ نسبی شرافت کے مخالف ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر عربی کو بھی

پراور گوئے کو کالے پر کوئی فوقیت نہیں کی حدیث کو بھی اسی مقصد کے لئے استعمال کرنا کہ نسب کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس حدیث مبارکہ میں ان کا حق مقصد ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ فی نفسہ کوئی فوقیت نہیں۔ اگر فوقیت اور مراتب کا لحاظ مقصود نہ ہوتا تو پھر کل سوار کے پیش نظر تمام دینی اور دنیوی مقاصد لانیچل ہو کر رہ جاتے۔ لہذا جن مقامات میں نہی کا ذکر آیا ہے وہاں ذکر نسب بطور فخر مراد ہے۔ اگر ایسا کرنا مراد ہوتا اور مسئلہ نسب کو نظر انداز کر دیا جاتا تو قرآن مجید کے احکامات پر عمل کس طرح ممکن ہوتا۔ صلہ رحم، وراثت و دیگر حقوق باہمی ارتباطیہ تمام امور نسب کی بنیاد پر ہی ممکن ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اعتبار نسب ایک اہم امر ہے جس سے انحراف قرآن و سنت سے انحراف ہو گا۔ تمام انساب سے افضل نسب اہل بیت اطہار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ فضائل و مناقب اہل بیت اطہار بے حد و بے شمار ہیں۔ آیہ مباہلہ، آیہ تطہیر اور سورۃ دہر کی آیات طیبات یوفون بالذکر ویخافون یوماً (الایہ) بالخصوص شان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر صریح وال ہے۔ جبکہ آپ نے رضائے الہی کے لئے ایفانہ نذر کے موقع پر مسکین یتیم اور اسیر کو خیرات۔ صدقات عطا فرما کر بمعیت حضرت فاطمہ الزہراء الخ جگہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء صابر و شاکر رہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ویطعمون الطعام علی حبہ کا نزول فرما کر مقام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ و عظمت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا۔

مناقب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی بے شمار ہیں۔ جن کا انکار صریح قرآن و حدیث کا انکار ہے صحیح مسلم میں مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان لا یحبہن الا مومن ولا یبغضہن الا منافق حدیث مبارکہ

کے الفاظ سے وضاحت ہوتی ہے۔ محبت علی رضی اللہ عنہ ایمان ہے اور ان کی عداوت منافقہ کی علامت ہے۔ اس لئے اہل بیت اطہار کا ہر فرد قابل احترام ہے۔ ان کی دشمنی اور عداوت حرمانِ ایمان کی دلیل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ محبت اہل بیت اطہار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ دل میں قائم و دائم رکھے تاکہ روزِ محشر شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سبب بن سکے۔ ارشادِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے انا قاری فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحنت علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال اہل بیتی اذکرکم اللہ و اہل بیتی۔ حدیث مبارکہ میں آپ نے دو چیزوں کا تذکرہ فرمایا۔ پہلی کتاب اللہ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنے سے اعتقاد اور اعمال مضبوط ہوتے ہیں۔ لیکن دوسری چیز قابلِ قدر اور نفیس ترین اہل بیت میرے ہیں۔ یا دلاتا ہوں تم کو خدا کے لئے اور دلاتا ہوں اس کے عذاب سے قصور کرنے پر حقوقِ اہل بیت میری کے (الخ) عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن ابن علی رضی اللہ عنہ فادخاہ ثم جاء الحسن فادخل معہ ثم جاءت فاطمہ رضی اللہ عنہا فادخلها ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس۔ (الایہ) اگرچہ اجماعی طور پر آپ یہ تطہیر کا ذکر گزشتہ سطور میں کیا گیا ہے لیکن متاقب میں باہمی ارتباط کو ملحوظ رکھتے ہوئے حدیثِ مذکورہ کو بھی زیرِ قلم لایا گیا۔ تاکہ تاکید کے لئے مزید مفید ثابت ہو سکے۔ ورنہ یہ مسئلہ اتنا واضح ہے کہ اس سے انکار کرنا جہالت یا تعصب پر ہی مبنی ہو سکتا ہے۔ اسامہ بن زید

کی روایت سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسنین کریمین شریفین طیبین رضی اللہ عنہما سے پیار فرماتے اور فرمایا کرتے اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔ ترمذی شریف میں زید بن ارقم سے روایت ہے۔ قال لعلى وفاطمة والحسن والحسين اذا حارب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم۔ آنحضرت نے علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا جو ان سے لڑے میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو ان سے صلح کرنے والا ہوگا میں اس سے صلح کروں گا۔ یعنی جس نے ان کو دوست رکھا انہوں نے مجھے دوست رکھا اور جس نے ان کو مغضوب رکھا اس نے مجھے خفا کیا۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہما کے نکاح کے متعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ علامہ مرقاۃ تحت حدیث مروی پر روایت حضرت بریدہ قال خطب ابو بکر وعمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہما صغیرۃ ثم خطبہا علی فزوجہا۔ (راوہ النسائی) جلد ۱ المکتبۃ المدنیہ لبنان ص ۵۰ میں فرماتے ہیں قال صلی اللہ علیہ وسلم امر فی رجب بذلک۔ تزویج ما بین علی المرتضیٰ وفاطمہ الزہرا کے متعلق ارشاد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت علی المرتضیٰ وفاطمہ الزہرا پر وال ہے۔

۲۔ جواب ثانی

عاقلاً بالغہ کے بغیر رضاولی کے غیر کفو میں نکاح کرنے سے متعلق فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال ہدایہ کتاب النکاح فصل فی الکفاۃ اذا تزوجت نفسہا من غیب کفو فللا ولیا ان یفرقوا بینهما دفعا للعار عن النفسہم۔ نیز شرح وقایہ جلد ثانی کتاب النکاح باب الولی والکفو

وردی الحسن عن ابی حنیفۃؒ عدم جوازہ ای عدم جواز النکاح

فی غیر الکفور وعلیہ فتویٰ قاضی خان۔ علمائے مذہب کے نزدیک فیضان
فقہاء کے سات طبقوں میں سے طبقہ ثالث میں شمار کیا جاتا ہے۔ گویا کہ ابو یوسف
اور امام محمد رحمہما رحمہم اللہ کے بعد ان کا مقام ہے حاشیہ عمدۃ الرعا یہ قال
السرخی لہذا اقرب الی الاحتیاط حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث
مروی ہے جیسا کہ السنن الکبریٰ لامام المحدثین الحافظ الجلیل ابی بکر احمد بن
الحسین بن علی البیہقی نے کتاب النکاح باب اعتبار الکفارة میں نقل فرمائی
ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا لا میزوج النساء
الا الاولیاء ولا میزوجن الا الاکفاء ص ۲۳۔ عورتوں کو تزویج نہ
کریں مگر ان کے اولیاء اور نہ تزویج کریں مگر کفو میں۔ نیز بیہقی میں ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ یا علی ثلاثۃ
لا تؤخرھا والصلوۃ اذا اوقت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا
وجدت کفواً یعنی تین چیزوں کی تاخیر نہ کرنے کا حکم فرمایا۔ نماز کا وقت
آنے پر، جنازہ حاضر ہونے پر بلا شوہر کے لئے جب کفور موجود ہو۔ کفور میں
نکاح کرنے کا حکم دیا۔ اذا وجدت کفواً جب کفور مہیا ہو۔ تو پھر نکاح کرنے
میں تاخیر نہ کرنا۔ حدیث میں ولی کو کفور میں نکاح کرنے کا حکم ثابت ہے کفو
کی تخصیص فرمانا عدم کفور سے اجتناب کا لزوم ثابت ہوتا ہے جو بمنزلہ نہیں ہے
کفارة کے معنی برابری ہیں۔ نکاح کے موقع پر لفظ کفارة سے مراد مخصوص برابری
ہوتی ہے۔ شارح تنویر الابصار صاحب درمختار فرماتے ہیں۔ الکفارة معتبرة
فی ابتداء النکاح للزومہ وصحتہ یعنی لزوم نکاح اور صحیح ہونے کے
لئے ابتدا ہی میں کفور کا ہونا معتبر و ضروری ہے۔ نعتبوا الاکفاء للزوم

النکاح یعنی نکاح تب لازم ہوگا اور صحیح ہوگا اگر ہم کفو ہو اور اگر ہم کفو نہیں تو نکاح نہیں۔ اسی طرح فتویٰ صادر فرمایا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حامی سنت ماحی بدعت قاطع نجدیت فاتح قادیانیت الفاضل اکمل الشیخ الاجل عمدة المحققین زبدۃ المدققین مجدد ملت آفتاب چشت واقف اسرار خفی و جلی خواجہ خواجگان مخدوم العلماء والفضلاء قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گیلانی الحسنى والحسینی افاض اللہ فیوضاتہ الی یوم القیامۃ فتاویٰ مہر میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ویفتی فی غیہ الکفور بعد رجوزہ اصلا وهو المختار لفساد الزمان۔ تنبیہ۔ علت عدم جواز نکاح غیر کفور میں ننگ و عار پٹھری و فساد قرار پاتی۔

۳۔ جواب ثالث

یہ تصور کرنا سیدہ فاطمہ کا غیر سید کفور ہو سکتا ہے عقلاً نقلاً بل تسلیم نہیں کیونکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری اور مماثلت کا دعویٰ نص کے خلاف ہے۔ بلکہ تصور کرنا بھی تحقیق و توہین پر مبنی ہوگا۔ بعض علماء نے تحقیق انداز میں یہ بھی لکھا ہے کہ ذات باری تعالیٰ اپنی خالقیت میں بے مثل ہے۔ اور ذات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں بے مثل ہے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا عبدالرسول مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

از بی امرزش عالم گزید از جملہ خلق ذات بیہمتا چوں خود یعنی محمد مصطفیٰ
تمام کائنات میں جمیع عالم کی بخشش کی خاطر اپنے حبیبی ذات محمد مصطفیٰ علیہ
التحیہ والتسلیہ کو چن لیا یعنی جس طرح خود خالق ہونے میں بے مثل ہے اسی
طرح مخلوق میں بے مثل ذات کا انتخاب فرمایا۔

یہ نظریہ انبیاء کو اپنی مثل کہنا گمراہ کن عقیدہ ہے۔ بلکہ اہم سابقہ نے بھی

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو قائلوہا اختیار کیا۔ البتہ مثلاً (الایہ)
 اپنی طرح بشر کہا تھا۔ جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہشی
 فرمایا۔ اور واضح فرمادیا کہ حضور کی مثل ذات اور صفات میں کوئی بھی نہیں۔
 سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسرو مثل قطعاً کوئی نہیں۔ خاندانِ مصطفویہ
 علیہم السلام والثناء کا ہمسر کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے
 کہ تمام انساب والد کی طرف سے لیکن حضور کا ارشاد جیسا کہ طحطاوی میں ہے
 کل نسب امن انتی فهو لابیہ الاما کان من فاطمہ فافہ
 لی۔ ہر نسب عورت کے بیٹے کا اس لڑکے کے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے
 مگر جو نسب فاطمہ سے ہو وہ میری طرف منسوب ہے۔ لہذا فاطمیہ حسنیہ کی
 اولاد کا کوئی ہم کفو نہیں ہو سکتا۔

۲۔ جواب سوالِ رابع

اگر کوئی عورت عاقلہ بالغہ بغیر رضا ولی غیر کفو میں نکاح کرے گی تو
 وہ صحیح نہ ہوگا (فتاویٰ مہر یہ کے حوالہ کا ذکر کیا جا چکا ہے جس کو حضرت شہنشاہ
 گولڑہ شریف نے بڑے محققانہ انداز میں درمختار کے حوالے سے وحیفی فی عنبر
 الکفو بعد مجوازہ اصلاً وهو المختار لفساد الزمان جس کے
 متعلق فتاویٰ مہر یہ کا حوالہ ذکر کیا جا چکا ہے جس کو حضرت قبلہ عالم شہنشاہ
 گولڑہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے محققانہ انداز میں درمختار کے حوالے
 سے وحیفی فی عنبر الکفو بعد مجوازہ اصلاً وهو المختار لفساد
 الزمان جس کے متعلق علامہ ابن عابدین نے تشریح فرمادی۔ ہر عورت شرم و
 حیا نہیں رکھتی اور ہر قاضی عادل نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر ولی نالش کے اہل ہوتا
 ہے۔ ان وجوہات کے پیش نظر نبیادی طور پر غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں

ہوتا۔ جب عام خاندانوں اور قبیلوں کے ہم کفو نہ ہونے کے پیش نظر رضا ولی کو ضروری قرار دیا گیا تو وہ خاندان سادات جس کا ہمسر کوئی نہیں ان کی رضا بدرجہ اولیٰ ضروری ہوگی۔ یہاں ایک بات عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ عدم انعقاد نکاح فسادِ زمان باعثِ ننگ و عار للولیؑ لہذا ساداتِ فاطمیہ کا نکاح سراسر باعثِ فساد و باعثِ عار للاولیاء ہے۔

۵۔ جواب سوال خامس

اگر ولی بھی نکاح کرے گا تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔ کیونکہ اب بھی وہ علت جو عدم جوازِ نکاح کی تھی موجود ہے فسادِ زمان اگر ایک ولی بھی کرے گا تو یقیناً باقی اہل سادات کے لئے باعثِ عار ہوگا جو موجبِ فساد بھی بن سکتا ہے۔ لہذا ہر ایک ولی کی ولایت بالاستقلال رہے گی۔ علت کے وجود کے پیش نظر سیدہ کے ولی کے ہم کفو نہ ہونے کی صورت میں نکاح کر دینے سے سیدہ کے ولی کے نکاح کرنے کو اس پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ کسی شے کو حمل کرنے کے لئے شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ حمل کی تعریف علماء نے یہی کی ہے۔ اشتراط امر بما مرأی خیر بعد وجدان المناسبات بینہما لہذا کوئی مناسبت نہیں پاتی جاتی ہے غیر سیدہ کے ولی کی رضا سے نکاح کرنے کے جواز کو سیدہ کے نکاح پر حمل کرنا سراسر اصول کے خلاف ہوگا۔ لہذا نکاح نہیں ہو سکتا۔

بعض حضرات نے حبیب کو علویہ کا کفو قرار دیا ہے اور اس استدلال سے جوازِ نکاح بالعالم کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ علامہ شامی نے فرمایا۔ لان فخر الحبيب بذی المنصب والجاه فخیو کفوہ للعلویہ وان بالعالم کفو شرف العلم ذوق الذنب۔ آخر میں فرماتے ہیں۔ لذا قیل لان عائشة

افضل من فاطمہ (قہستانی) اگر حبیب سے مراد صاحب منصب اور عباد
 لیا جاتے تو حسب والا ہمسر علویہ کا نہیں اور اگر تفسیر حبیب کی عالم سے کی جائے
 تو علویہ کے برابر ہے۔ کیونکہ بزرگی علم کی مال اور نسب سے بڑی ہے۔
 فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ افضل ہیں حضرت فاطمہؓ سے
 بوجہ عالم ہونے کے۔ اگر حبیب سے مراد عالم ہوا تو پھر عالم ہم کفو ہو گا علویہ
 کا۔ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ خود علامہ شامی نے جو بوجہ فضیلت حضرت
 عائشہؓ کی حضرت فاطمہؓ پر بیان کی عالمہ ہونے کے (الحج) اور فرماتے ہیں۔
 لذا قیل سے بیان کردہ قول ضعیف ہوتا ہے جیسا کہ علماء پر یہ واضح ہے
 اس کی تفصیل بیان کرنا زیادہ مناسب نہیں۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ یہ قول
 ضعیف ہے۔ حضرت عائشہؓ کی فضیلت حضرت فاطمہؓ پر متفق علیہ نہیں۔
 اگرچہ امام المؤمنین کی فضیلت اور برآۃ و صداقت قرآن مجید نے بیان فرمائی
 اس کا انکار کفر ہے۔ بذاتہ ان کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ
 حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی فضیلت کے بارے میں تین مذاہب
 ہیں۔ علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے صحیح تر مذہب یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ
 افضل ہیں حضرت عائشہؓ سے بعض کہتے ہیں برابر ہیں۔ بعض نے توقف کیا ہے
 حضرت امام مالک سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ فاطمہؓ سرور کائنات
 کے بدن اطہر کا ٹکڑا ہیں اور میں کسی کو رسول اللہ کے ٹکڑے پر فضیلت نہیں
 دیتا۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارا دین اور مختار یہی ہے کہ حضرت
 فاطمہؓ حضرت عائشہؓ سے افضل ہیں۔ نیز عالم اور بادشاہ کے کفو نہ ہونے
 پر علامہ شامی نے برجندی کا قول نقل فرمایا۔ علم صفت ہے اور ذات صفت
 سے افضل ہوتی ہے۔ اگر کوئی ولی سیدہ کا نکاح کر دے گا تو یہ نکاح صحیح نہ ہو

گا۔ جس کی علت پہلے بیان کی جا چکی ہے بلکہ گناہگار ہوگا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر کفو سے نکاح کرنے سے منع فرمایا۔ گویا ارشاد نبوی کی مخالفت کرنے سے گناہگار ہوگا۔ ایک ولی کے کرنے سے مستقبل میں باقی اولیاء کے لئے عار کا باعث ہوگا اور یہی وجہ عدم انعقاد کی ہے۔ لہذا اصلاً نکاح نہیں ہوگا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انساب کی حفاظت کرو۔ اگر کوئی ولی ایسا کرے گا تو پھر بھی خلاف ارشاد نبویہ کا مرتکب بنے گا۔ اگر غیر سید سے نکاح کر دے گا تو غیر سادات میں داخل ہونے کا ذریعہ بنے گا جو ہرگز جائز نہیں۔ اسی پر علامہ ابن حجر ہیتمی نے صواعق محرقہ میں فرمایا غیر کفو میں نکاح کرنے سے اختلاط و عدم امتیاز انساب لازم آتا ہے۔ لہذا نکاح غیر کفو میں جائز نہیں۔ عام انساب کے متعلق غیر کفو کے عدم جواز کی یہ وجہ ہو سکتی ہے پھر انشرف الانساب سے تعلق رکھنے والے ولی پر لازم ہے کہ ایسی حرکت سے اجتناب کرتے تاکہ باعث فتنہ فساد سادات کے لئے عار کا باعث نہ بنے اور توقیر اہل بیت اطہار کا ممکن بھی امتیازیت سے برقرار رہے۔

قابل توجہ معروضات

بعض حضرات بڑی دلیری اور جرأت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح کو بطور استدلال پیش کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت ولی کے نکاح کر دیا۔ لہذا اب بھی کرنا جائز ہے۔ اس کے متعلق نہایت مؤدبانہ گزارش محروں گا کہ اہل علم صاحب تفقہ ابابہ انسٹ حضرات پر محض نہیں کہ شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ کے خصائص کو خیر کے لئے اپنی نفس پرستی اور خواہش کی خاطر دلیل بنانا شرعاً ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات خصائص میں داخل

ہوتے ہوئے مستثنیات قرار پائیں گے۔ لہذا ان کو حجت بنانا جائز نہ ہوگا۔
 معاملات میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ شہادت میں دو مردوں کا ہونا
 ضروری ہے اور اگر مرد نہ ہوں ایک مرد اور دو عورتیں۔ بخاری شریف کتاب
 التفسیر سورۃ احزاب قولہ فممنہم من قضیٰ عنہ میں کہ حضور اکرم صلی
 اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ انصاریؓ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر
 قرار دیا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ
 عنہا کی موجودگی میں دوسرے نکاح کی اجازت نہ دی۔ حالانکہ فانکحوا
 ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث ورج آیہ کریمہ کا حکم ہے کہ چار
 بیویاں رکھی جاسکتی ہیں لیکن حضرت علیؓ کے لئے حضرت فاطمہؓ کی موجودگی
 میں اس پر عمل کرنے کا اختیار نہ تھا۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے فیہ
 تحریما یداعلیہ السلام بکل حال وعلی کل وجه ان تولد
 الا یداء مما کان اصلہ مباحا وھو من خواصہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اس سے معلوم ہوا یداء رسول حرام ہے۔ اگر کسی حلال فعل سے ہی پہنچے
 یہ حضور کی خصوصیت ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
 لئے دوسرا نکاح حرام تھا۔ اگرچہ بے شمار ایسے واقعات موجود ہیں جو خاص
 مبارک سے متعلق ہیں ان کو حجت بنا کر اپنا مقصد نکالنے کی کوشش کرنا شرعاً
 جائز نہیں۔ اتنا سب بخدمت علمائے کرام یہ ہے کہ فقیر نے اپنی کم علمی اور
 بے بضاعتی کے مطابق سوالات کے جوابات تحریر کئے۔ امید ہے کہ جذبہ سبب
 رسول و آل اطہار کو ملحوظ رکھتے ہوئے میری حوصلہ افزائی فرما کر ممنون فرمایا جائیگا۔

عورت اور مرد کے درمیان باہمی مناکحت کی غرض و غایت

مرد اور عورت کے درمیان نکاح کا مقصد صرف شہوانی تعلق ہی نہیں۔ بلکہ

تمدنی، اخلاقی اور قلبی لگاؤ ہوتا ہے۔ جس کی بنا پر خاندانی معاملات انجہام پاتے ہیں۔ اگر دونوں کے نظریات متحد ہوں گے تو ظاہر ہے کہ زندگی کے تمام معاملات خوش اسلوبی سے انجام پاتے رہیں گے اور اگر نظریات کا اتحاد نہ ہو تو نکاح کا مقصد مکمل نہیں ہو سکتا۔ جس کا اثر دونوں کے اختلاف کے پیش نظر انفرادی اور اجتماعی زندگی پر نظر انداز ہو گا نسل خاندان بھی متاثر ہوں گے۔ اسی بنا پر قرآن کریم نے مشرک مرد اور مومن عورت کے نکاح کو منع فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ تم مشرک مردوں کے ساتھ نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔ اور مومن مرد مشرک عورت سے نکاح نہ کرے جب تک وہ بھی ایمان نہ لے آئیں۔ آیہ مبارکہ مشرک اور مسلمان کے نکاح کو حرام قرار دے رہی ہے۔ محض اس بنا پر کہ مشرک اور اسلام کے درمیان نظریات اعتقادات کا باہمی اختلاف ہے اور ہر ایک کے اختلاف کی وجہ سے فتنہ و فساد ہی پیدا ہو گا۔ جب دونوں اسلام کے زمرہ میں داخل ہو جائیں گے تو اسلامی اصولوں کے مطابق باہمی معاملات تمدنی و معاشرتی اور معاشی اچھی طرح سے انجام پذیر ہو سکتے ہیں قرآن مجید نے بڑی فصاحت سے حکم دیا کہ اگر اسلام لے آئیں تو پھر نکاح جائز ہو گا۔ بلکہ یہ ارشاد فرمایا۔ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ۔ شرک کی مذمت کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ اسلام اور شرک کے درمیان منافات ہے۔ لیکن اگر کوئی غلام بھی مومن ہو تو مشرک آزاد کے مقابلہ میں وہ بہتر ہے۔ کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان تضاد ہے۔ قرآن مجید کی آیہ مبارکہ میں جس کے سیاق و سباق سے یہ ثابت ہے کہ کافر اور مسلمان کا باہمی نکاح جائز نہیں۔ کیوں کہ شر اور فساد برپا ہونے کے امکانات واضح ہیں۔ سیدہ کا نکاح غیر سید کے کرنے سے بھی فساد پیدا ہو گا۔

مشرک اور مسلمان کا آپس میں نکاح کیوں جائز نہیں۔

اسلام اور کفر کا تضاد ہونے کی وجہ سے ایسا ذالسا اگر مشرک اور مومنہ کا آپس میں نکاح کیا جائے تو ظاہر ہے سوائے اختلافات کے دوسرا کوئی راستہ نظر نہیں آسکتا۔ کیونکہ قواعد و ضوابط ہیں اور شرک و کفر اسلام کے خلاف ہیں۔ ان کا نکاح کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ اسلامی شرافت اور عظمت کا حکم بیان فرمایا۔

بریں عقل و دانش بیاں گر لست

اس میں شک نہیں کہ اسلام بھی کفایہ کا ایک جزو ہے لیکن تفاوت کا نظر انداز کرنا خلاف شرع امر ہے۔ فافہم و قد بین ان کنت من المتدبین والمصلحین والا فافعل ما شئت۔

تضاد باعث شر و فساد ہوگا۔ اس وجہ سے قرآن مجید نے مشرک اور مومن کا نکاح حرام قرار دیا۔ یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ غلام مرد کے ساتھ آزاد عورت کے نکاح کا حکم ثابت ہوتا ہے جب کہ غلام آزاد کی کفورت نہیں اور اس سے غیر کفورت میں نکاح نص سے ثابت ہوتا ہے۔ آیہ تحریمیہ میں کفورت اور غیر کفورت کا مسئلہ بیان نہیں کیا گیا بلکہ مشرک اور اسلام کے باہمی تضاد کی وضاحت اور اس کے برعکس اسلام کی عظمت کا ذکر ہے۔ بلکہ آیہ مبارکہ کے ارشاد کے مطابق تو کافر اور اسلام کے درمیان نکاح کا عدم جواز صرف اختلاف ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ لہذا جب بھی کوئی نکاح جس کے کرنے سے اختلاف اور فتنہ پیدا ہوگا اس آیہ مبارکہ کے مطابق اس کا کرنا جائز نہیں۔ اور غیر کفورت میں نکاح کرنے سے شر و فساد ہوتا ہے لہذا غیر کفورت میں نکاح جائز نہیں۔ یہ نتیجہ مرتب کرنا کہ غلام مرد اور آزاد عورت کی کفورت نہیں لیکن نکاح کا حکم دیا گیا ہے لہذا غیر کفورت میں نکاح صحیح ہے۔ مسلمان غلام کو بوجہ اسلام کے مشرک پر ترجیح دی گئی ہے۔ اس کو قاعدہ بنانا سراسر زیادتی

ہوگی۔ بلکہ اپنا مقصد ثابت کرنے کے لئے جید سازی ہے۔ ہر غلام آزاد کا کفو نہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ آیت نے غیر کفور میں

کیا اسلام میں کفور کا اعتبار ہے کہ نہیں۔ اگر کفو کا اعتبار ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔

اس سے قبل بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ نکاح کا مقصد باہمی محبت کا پیدا ہونا ہے اور نکاح کی غرض چونکہ خانگی معاملات اور ازدواجی زندگی کو صحیح کرنا ہے اور خوش اسلوبی کے ساتھ سکون و اطمینان کے ساتھ وقت گزارنا ہے اور جب بھی ممکن ہے کہ طبائع میں اتفاق و اتحاد ہو۔ اس کے برعکس اگر طبائع میں اختلاف ہوگا تو حسن معاشرت کا قائم رہنا سخت مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ اسی بنا پر شریعت اسلامیہ نے نکاح کے بارے میں زوجین کے اندر کفّاء کو معتبر قرار دیا ہے۔

نسب میں کفّات کا اعتبار ضروری ہے۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرماتی ہے کہ غیر قریشی مرد قریشی عورت کا کفور نہیں۔ بحجم میں عجی النسل عربی نسل عورت کا کفور نہیں۔ والعجی لایکون کفو للعربیہ ولو کان العجی عالما و سلطانا و اھوا لا صح۔ عجی مرد عربیہ عورت کے برابر نہیں اگرچہ عالم اور سلطان ہو۔ اور یہی قول صح ہے در مختار صفحہ ۲۰۳ جلد اول۔

پیشہ میں بھی کفّات کا اعتبار ہے۔

مثل حائلہ غیر کفور مثل خیاط۔ جولابا اور درزی برابر نہیں ولا خیاط مبرا زوقا جبر ولا لعالم وقاض۔ اور نہ درزی برابر ہے

بزاز کے اور سوداگر کے اور نہ دونوں برابر ہیں عالم اور قاضی کے۔ ردالمحتار
کتاب النکاح باب الکفاۃ۔

کفأت کے معنی اور ضروری ہونے کے متعلق ارشادات نبوی
بیہقی اور واقطنی میں الا لا تزوج النساء الا الاولیاء ولایزوجن
الا من الکفأ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عورتوں کا نکاح
ان کے ولی کریں۔ (کیونکہ نا تجربہ کاری سے دھوکہ فریب نہ کھا جائیں) ان کا
نکاح جہاں تک ممکن ہو کفو میں کیا جائے (تاکہ باعث فتنہ و فساد نہ بنے)

حدیث مذکور پر تنقید اور اس کا جواب

حدیث مذکور کو صاحب ہدایہ اور دیگر فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کفأت
کے معنی ہونے اور غیر کفو میں عدم جواز نکاح کے لئے بطور دلیل ذکر کیا ہے۔
جب کہ بعض ناقدین حضرات نے حدیث مذکور کے متعلق اپنی آراء کا اظہار
فرما کر یہ ثابت کرنے کی سعی لایعنی کی ہے کہ یہ حدیث قابل عمل نہیں ہو سکتی۔
حدیث نمبر ۲ یا علی ثلاث لا تؤخرها الصلوة اذا اقت والجنازة
اذا اقت والایم اذا وجدت لها کفو۔ اے علی تین چیزوں میں تاخیر نہ
کرنا۔ نماز کا وقت آجھنے پر، جنازہ کے حاضر ہونے پر تیسرے غیر شوہر والی
عورت کے لئے جب کفو میسر ہو تو نکاح کرنے میں تاخیر نہ کرنا۔ حدیث نمبر ۳
تخیر والتفکرم فانکحو الکفأ وانکحو الھمد۔ اس سے قبل بھی ان تین
احادیث کو انکشاف الاسرار میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ لیکن بعض تحریرات ناقدانہ
پر بحث کرنا ضروری ہے اس لئے تفصیل تحریرات پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔
اولاً۔ حدیث اول جس کو صاحب ہدایہ اور دیگر فقہا کرام نے بطور استدلال پیش

کیا ہے۔ اتنے معتد اور معتبر و مقتدر مصنفین اور فقہا کرام کے استدلال کو آج نصف صدی کا ناقد کس انداز میں اپنا تفوق علمی ثابت کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ جبکہ مصنف ہدایہ کی شخصیت اور ان کا تبحر علمی اور جس انداز فقہانہ سے انہوں نے مسائل کا ذکر کیا ہے۔ آج تک خصوصیت کے ساتھ نشانہ ہی کرتے ہوئے یہ جبارت کرنا کہ صاحب ہدایہ اور دیگر فقہا کرام نے کفایات کے معتبر ہونے میں جو استدلال پیش کیا ہے وہ قابل قبول نہیں۔ کیونکہ علامہ مہی نے اس کے اوی حارث کو مستہم قرار دیا ہے۔ دیگر اقوال کو بھی ضعف سے تعبیر کیا ہے۔ ناقد کبھی تو سرے سے کفر کا اعتبار کرتا ہے بلکہ کفایات کو غیر معتبر قرار دینے پر زور قلم چلتا ہے کبھی کفر میں فقہا حلفیہ کی رائے کو تحریر فرمایا جاتا ہے۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں صحت نکاح کے لئے کفر کی شرط میں امام احمد سے مختلف روایات ملتی ہیں۔ ایک روایت میں جو انا اور دوسری میں عدم جواز۔ نامعلوم کہ حضرت ناقد کا کس قول پر عمل ہے۔ معلوم تو ایسا ہی ہو رہا ہے کہ کفو کو غیر معتبر قرار دیا جائے گا۔ کبھی مالکیہ کی رائے کا تذکرہ بطور استدلال اعتبار کفایہ اور اگر حافظ ذیلی کی بحث کا خلاصہ کہ اعتبار کفر کے سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اثر سند صحیح سے مروی ہے۔ حدیث مذکورہ کو حاکم نیشاپوری نے صحیح قرار دیا ہے۔ نیز بخاری و التوفیق کی حدیث کے متعلق جو تنقید کی گئی ہے اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے اس کے ضعف کے متعلق ناقد کی کیا رائے ہے۔ ذرا عقل سے کام لیں۔ شیخ الاسلام ملا برغان الدین کی تصنیف ہدایہ کی شرح فتح القدیر شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان جز ثلث صفحہ ۸۵ میں فرماتے ہیں۔ تخیری والنظم کمروا نکحو الاکفا۔ مروی ذالک من حدیث عائشہ و انس وعمر من طریق الحدید کا فوجب ارتفاعہ الی الحجۃ بالحسن

لحصول الظن بصحته نیز صحیح الفوائد میں ہے لایضّر اللین وبعد تقویۃ
بجمل الہاتہ۔ متعدد طرق سے حدیث کا مروی ہونا درجہ حسن کو پہنچ چکا ہے۔
لہذا اس کے قابل عمل ہونے سے انکار صریح تعصب پر مبنی ہے۔ امام ترمذی کا
روایت کرنا مآراہ اسنادہ متصلاً کا یہ معنی نہیں کہ باقی محدثین کے نزدیک
بھی یہ حدیث قابل عمل نہیں۔ صرف امام ترمذی کی اپنی رائے کا ذکر ہے۔ جبکہ حاکم
نے اس کو روایت کر کے یہ کہا کہ امام بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا لیکن
یہ حدیث صحیح ہے۔ ان پیش کردہ دلائل جو کہ بمنزلہ تار عنقوت ہیں جن کا جواب
بھی بجا کہ کتب پیش کیا گیا ہے۔ پھر بھی اس بات پر زور دینا کہ کفور کا کوئی اعتبار
نہیں یہ بھی سوائے ہٹ دھرمی کے کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ قرآن

مجید اور احادیث مبارکہ سے وضاحت ہو چکی ہے کہ نکاح میں کفور کا اعتبار ضروری
ہے۔ چنانچہ ہدایہ جلد ثانی کتاب النکاح فصل فی الکفّاءۃ الکفّاءۃ معتبرہ قال
علیہ السلام قال لا یمزوج النساء الا الاولیاء ولا یمزوجن الا من الاکفّاء
ارشاد فرمایا کہ خبردار عورتوں کو نہ بیچ نہ کریں مگر اولیاء اور نہ نہ بیچ کریں مگر
ہمسروں سے۔ معلوم ہوا کہ کفور معتبر ہے۔ ولان انتظام المصالح بسین
المتکافین عادة۔ مصلحتوں کا حصول انتظام کی وجہ سے عادت کی رو سے
دو ہمسروں میں ہی ہوتا ہے اور مقصود نکاح بھی مصلحتیں ہیں جو بدوں ہمسری
کے بجائے انتظام کے انتشار و اختلاف میں بدل جاتی ہیں۔ لان الشریفة تابعی
ان تکنون مستقر نشة للخیس فلا بد من اعتبارہا۔ کیونکہ شریف عورت اس سے
انکار کرتی ہے کہ خیس مرد کی فرارش بنے لہذا کفور کا اعتبار ضروری ہوا کہ مرد بھی
شریف ہو۔ نیز فرمایا اذا زوجت المرأة نفسها من غیر کفور حب عاقلہ
بالفہ کسی غیر کفور میں بغیر اجازت ولی کے نکاح کر لیے فلا ولیا ان یضقوا

بینہما دفعا لضرر العار عن انفسہم تو اولیاء کو دونوں میں جدائی کرنے کا حق پہنچتا ہے اپنے سے عار کے دفع کرنے کیلئے تاکہ ان کو طعنہ نہ دیا جائے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کی وجہ عار ہے۔ یہ بات واضح ہو جانے کے بعد اب تہرہ باقی نہیں رہنا چاہیے کہ کفو کا اعتبار نہیں بلکہ غیر کفو میں بوجہ وجود عار ناجائز ہوگا۔ نیز یہ قاعدہ جب عام الکفا اور انساب پر حاوی ہے تو پھر دیکھنا یہ ہے کہ سیدہ فاطمیہ کا کفو غیر سید بن سکتا ہے۔ یہ عقلاً لغتاً درست اور صحیح نہیں۔ سیدہ فاطمیہ کا غیر سید کفو نہیں بن سکتا جس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں کر دی گئی ہے۔ لیکن بعض ماہرین قلم احل لکم ما ورائکم کے استدلال سے سیدہ فاطمیہ کو بھی اس میں شامل فرما کر غیر سید کے ساتھ نکاح کے جواز پر نازاں ہیں۔ حالانکہ اس "ما" میں اتنی تعمیم ثابت نہیں ہو سکتی کہ قہناً کہ ماہرین قلم کا خام خیال ہے بلکہ مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بالخصوص علامہ علاؤ الدین بغدادی المعروف بالخازن فرماتے ہیں اگرچہ ما قبل کی آیہ میں محرمات کا ذکر کیا گیا لیکن دل الدلیل من السنة التحریصاً فافترضنا ذکر من ذلک انه یحرم الجمع بین المرأة وعمتها وبنین المرأة خالتہا من ذلک المطلقہ ثلاثاً لا یحل لہ لزوجہا الاول حتی تنکح زوجاً غیرہ من ذلک النکاح المعتمدہ فلا یحل لزوج حتی تنقض عدتہا یعنی محرمات مذکورات کے علاوہ ہا احل لکم ما ورائکم سے مذکورات مستثیات ہیں جن سے نکاح جائز نہیں تو معلوم ہوا احل لکم میں بلا وجہ سیدہ کو شامل کرنا بیباکی، سینہ زوری اور عیاری ہوگی بلکہ "ما" مخصوص ہوگا نیز تفسیر جیل جلد اول صفحہ ۲، ۳ قولہ ما ورائہ ذلک عام مخصوص فقد دلت السنة علی تحریص اضافہ اخر سوئی ذکر کہ فمن ذلک انه یحرم الجمع بین المرأة وعمتها (الخ) مفسرین کرام کے اقوال سے ثابت ہوا کہ آیت مبارکہ

میں "ماکی" قصیدہ ایسے ہوشیار کے لئے بطور استدلال مفید نہیں ہو سکتی کیوں کہ مخصوص ہوگا۔

کیا تمام اکفافاطمیہ کی اولاد پر محمول کی جاسکتی ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ فاطمیہ حسنی حسینی کی اولاد کا ہم کفو اور ہمسر کوئی نہیں۔ لہذا باقی اکفار کو ان پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اقوال فقہا کرام نے جو بحث جہانِ بیاہد حجاز کی ہے اس سے فاطمیہ حسنیہ حسینیہ مستثنیٰ ہیں۔ نہ کسی قول میں یہ ذکر ہے کہ فاطمیہ سید کا نکاح غیر سید کے ساتھ جائز ہے۔ البتہ بعض ناقدین حضرات قیاسات سے ظنی استنباط کی کوشش فرما کر اس ناجائز کو جائز قرار دینے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ اقوال فقہا کرام اکثر یہ ہوتے ہیں نہ کہ کلیتہً

کفو میں نکاح کرنے کی حکمت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کے اولیاء کو حکم فرمایا کہ اس کی خیر خواہی کا ہر طرح خیال رکھیں۔ کفالت کا اعتبار بھی اسی خیر خواہی کے حکم کی ایک جزو ہے۔ کیونکہ غیر کفو میں کر دینے سے جیسے لڑکی کو عار محسوس ہوتی ہے مقصد نکاح پور نہیں ہوتا۔ اور لڑکی کے لئے انس و محبت کی جگہ نفرت پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح لڑکی کے اولیاء کے لئے بھی باعث ننگ و عار ہے۔ یہ فساد زمان ہے جس کی بناء پر عدم حجاز کفو کا فتویٰ موجود ہے۔

جیسا کہ علامہ شامی باب الکفایہ میں فرماتے ہیں اما علی روایۃ الحسن المختارۃ للفتویٰ من انه لا یصح شامی کی اس عبارت میں رضا ولی کی کوئی قید نہیں نیز در مختار کے قول للزومہ والصحتہ کی تشریح فرماتے ہیں کہ نکاح جب کفو میں

ہوا تو لازم ہو گیا۔ دوسری روایت کے پیش نظر کفّات کا اعتبار نکاح کی صحت کے لئے ہے یعنی بدون کفّاء کے نکاح صحیح نہیں اور یہ بات بھی قابل اعتبار ہے کہ غیر کفّور سے مراد ادنیٰ ہونا ہے۔

سادات بنی فاطمہ اور اہل بیت کے فضائل مخصوصہ

مذاہم اور مستدرک حاکم میں بروایت حضرت سوربن مخزومہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا فاطمۃ فاطمہ بضعتہ منی یغضبنی ما یغضبہا ویبسطنی ما یبسطہا فان الانساب کلہا تنتفع یوم القیامہ غیر نسبی و سببی و صہری۔

فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جس چیز سے اس کو انقباض ہو اس سے مجھے بھی انقباض ورنجے ہوتا ہے۔ قیامت کے دن سارے انساب منقطع ہو جائیں گے کسی کو کسی کا نسبی تعلق کام نہیں آئے گا۔ مگر میرا تعلق نسب اور رشتہ داری اس وقت بھی کام آئے گا اور نفع دے گا۔ حضرت شریف سہودی رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ان کی جرز و بدن ہے اور حضرت فاطمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جرز و بدن تو تمام بنی فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جرز و بدن تو تمام بنی فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجزائے بدن ہوں گے اور یہ ان کے لئے انتہائی درجہ کی فضیلت و شرافت پر مبنی ہے۔ حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سادات بنی فاطمہ کی فضیلت و شرافت محض دنیوی اعتبار سے نہیں بلکہ اخروی اعتبار سے بھی ان کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے اور قیامت کے دن اس نسب شریف نفع عظیم متوقع ہے۔

ناقدین نے حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت کا حضرت

سیدہ فاطمہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہیں نہیں بچا سکتا پیش کر کے سادات کی عظمت کے خلاف دلیل بنائی۔ حالانکہ بغیر اذن الہی نہیں بچا سکتا۔ لیکن زیادہ اقرب و اولیٰ یہ معنی ہیں کہ جو شخص میری اولاد میں سے ایمان نہ لائے میں اس کی سفارش نہ کر سکوں گا۔ عدم ایمان کو حضرت فاطمہؓ کی ذات پر چسپاں کرنا (اس کی سفارش نہ کر سکوں گا۔ عدم ایمان کو حضرت فاطمہؓ کی ذات پر چسپاں کرنا) عجیب منطق ہے بلکہ عظیم جرأت ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت ناقد نے تو صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ عظمت اہل بیت اطہار کو کوئی چیز نہیں، البیاض باللہ اگر صرف حق گوئی اور جرأت مندی علم کی افزونی قلم کی روانی کا نام ہے کہ عام اکفار کے معیار کو فاطمیہ کے معیار کے برابر رکھنا ہے تو پھر یہ علم ذریعہ نجات ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ ضیاع ایمان کی دلیل ہے۔ حفظ مراتب ایک اسلامی طریقہ ہے اس کو نظر انداز کرنا خدمت دین نہیں۔ اس ارشاد کا مقصد صرف یہ تھا کہ قریش اور بنی ہاشم شرافت نسب پر مطمئن ہو کر نہ بیچھڑ جائیں۔ اور اعمال میں کوشش کرنا نہ چھوڑ دیں۔ اس ارشاد سے غرض قریش و بنی ہاشم اور بالخصوص حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اس پر متنبہ کرنا مقصود تھا۔ کہ دونوں فضیلتوں کے جامع نہیں۔ فضیلت نسب اور فضیلت تقویٰ۔ وگرنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت نسب دنیا و دین کے نفع سے خالی نہیں، روح المعانی تحت آیہ کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ آنحضرت نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔ ما جال رجال ان رحمہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنفع یوم القیامۃ بلیٰ واللہ ان رحمی موصولۃ فی الدنیا والاخرۃ وانی یا ایہا الناس فرط لکم علی الخوض اخرجہ الہام احمد والحاکم فی صحیحہ والبیہقی عن ابی سعید واخرج البزار والطبرانی فی حدیث

طویل انہ العلم النظارہ فی النسب الطاهر للعلامة ابن عابدین الشافعی
 مدہ نیز ارشاد فرمایا جس کو دلیلی نے بروایت عبدالرحمن بن عوف
 رضی اللہ عنہ نقل کیا۔ تصنیف مذکور میں اوصیکم بحدیثی خیرا وان عدلکم
 الخوص۔ میں اپنی اولاد میں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ وہ حوص پر
 مجھ سے ملیں گے اور کسی سینہ زور کا تحریر کرنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ میری امت کے لوگوں سے بنو ہاشم افضل نہیں اور نہ ہی قریش افضل ہیں۔
 اور نہ ہی انصار افضل ہیں (الخ) مقام فکرو تدبر ہے کہ حدیث میں تویہ و فہما
 ہے۔ اتی اصطفیٰ کنا من ولد اسماعیل اصطفیٰ قریشاً من کنا من ولد اسماعیل
 من قریش بنی ہاشم و اعطانی من بنی ہاشم۔ العلم النظارہ فی نسب
 الطاهر للعلامة ابن عابدین شامی بحوالہ طبرانی۔ دار قطفی کتاب الفہرست
 حدیث مذکور ہے۔ تحریر کردہ احادیث کفر کے متعلق جن پر قدح کی گئی ہے اس کا
 جواب بھی دیا جا چکا ہے۔ ان کے راوی سب ثقہ ہیں۔ علامہ ابن جوزی نے بھی
 اسی کو اختیار کیا ہے۔ مقام انوس ہے کہ زور قلم سے یہ امر فرمانا کہ بنو ہاشم امت
 افضل نہیں۔ حدیث ان اللہ اصطفیٰ کو نظر انداز کر کے اپنا مقصد نکالنے کے لئے
 اتنا زور لگانے سے کیا فائدہ ہے۔ اس سے تو ناقدین کی اپنی تحریر میں تضاد ثابت
 ہوتا ہے۔ ہاں صرف یہ ٹھیکہ لینا کہ اہل بیت اطہار اور اولاد فاطمہ کی کوئی حیثیت
 نہیں۔ تو ناقدین کے کسی قول پر بحث کرنا تصنیع وقت ہے کیونکہ نظریہ یہ کہ
 سب برابر ہیں۔ حالانکہ سب برابر نہیں ہیں۔

قرآن۔ حدیث اور اقوال فقہاء سے ثابت ہے کہ فاطمیہ سیدہ تمام اکفأ سے
 مستثنیٰ ہے پھر بار بار یہ رائے ناتواں سے فلاں کا عقد غیر کفر میں کیا گیا لہذا
 غیر کفر میں نکاح جائز ہے دلیل پیش کی جاتی ہے کہ غیر کفریہ اولیاء نکاح کر کے

نہیں دیتے تو لڑکی اپنی مرضی سے نکاح کر لیتی ہے جس سے فتنہ، قتل و غارت پیدا ہوتا ہے لہذا غیر کفو میں نکاح کر دینا چاہیئے۔ حالانکہ فقہا کرام نے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ ہی لے دیا ہے کہ اولیاء عار سمجھتے ہیں اور غیر کفو میں نکاح کر دینے سے فساد پیدا ہوتا ہے لہذا اس بنا پر عدم جواز کا فتویٰ ہے لیکن قربان جاؤں اور یہ کہنا کہ غیر کفو میں نکاح کر دیا کرو تاکہ لڑکی کے نکاح کے بعد اولیاء عار کی وجہ سے فساد نہ کریں۔ ایک صریح حدیث کی مخالفت دوسرا اقوال فقہاء کے خلاف عمل کرنے کی تلقین اور کوشش بھی زور قلم کا نتیجہ ہے۔ جب دیوار کی پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھی جائے ظاہر ہے کہ ساری دیوار ہی ٹیڑھی ہوگی۔ لیکن بعض حضرات بڑی بیباکی سے اپنی رائے مسلط کرنے میں مصروف ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ یہ کہنا کہ سید عام مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کرنا تو جائز سمجھتا ہے اور اپنی لڑکی سیدہ (العیاذ باللہ) کا نکاح عام مسلمانوں سے کرنا ناجائز سمجھتا ہے جملہ قابل غور ہے۔ علامہ تاج

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ قضیہ نہایت ہی عجیب ہے کہ تمام دینی نظریات پر پانی پھیرنے والا (العیاذ باللہ) عام مرد ہو یا خاص سید ہو۔ لان الزوج مستفوش فلا تعظیظہ دفائہ فرائض۔ شوہر فراش بنانے والا ہے اس کو فراش کا کیمینہ اور کمتر ہونا غیض میں نہیں لائے گا شریفہ عورت اس سے انکار کرتی ہے کہ کیمینہ مرد کی فراش ہے۔ سید کے لئے عام مسلمان لڑکیوں سے نکاح کرنا اس لئے جائز ہے کہ سید فی نفسہ شریف اور اعلیٰ نسب ہے۔ اس سے عام لڑکیوں کو مفروش بننے میں کوئی عار تصور نہیں کرنی چاہیئے۔ برعکس سیدہ کا (العیاذ باللہ) ایک عام مرد کے لئے مفروش بنانا باعث عار ہے۔ اور ذلت کا سبب ہے۔ اسی بنا پر سیدہ کا نکاح غیر سید سے حرام ہے۔ کیونکہ اس میں افلال اور اذیت اہل بیت رسولؐ۔ اذیت اودا ہانت

اولاد رسول اللہ باعث اذیت رسول ہوگی اور اذیت لے رسول حرام ہے۔ لہذا اس
 نکاح کرنا بھی حرام ہوگا۔ اسی بنا پر علامہ فخر الدین رازی نے فرمایا کہ امہات سے
 نکاح کی حرمت اذلال اور اذیت کی وجہ سے ہے لہذا اذلال اور اذیت باعث
 حرمت ہے۔ لہذا سیدہ کے نکاح کو غیر سیدہ سے حرام قرار دینا قرآن و سنت
 کے عین مطابق ہے اور اس کا منکر و حقیقت ایذا رسول کو جائز و حلال سمجھنا
 ہے۔ کیونکہ اس انداز سے کسی ناجائز کام کو جائز قرار دینے کے لئے یعنی سیدہ کے
 نکاح کو غیر سیدہ کے ساتھ جائز قرار دینے کے لئے اتنی سعی کرتا نامعلوم کس بنا پر ہے۔
 اللہ تعالیٰ ایسی سعی و کوشش سے محفوظ رکھے۔ جو اہل بیت اطہار کی توہین کا سبب
 بنے۔ یہ خدمت دین کی نہیں تو پھر دعویٰ محبت نبویہ بلا دلیل ہوگا۔ محدثین کرام
 نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کے بارے میں جو اوجہل کی بیٹی سے متعلق
 ہے تحقیق فرمائی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
 اس نکاح کی اجازت کیوں مرحمت نہیں فرمائی۔ محض اس وجہ سے کہ حضرت
 علی رضی اللہ عنہ سے آنحضرت نہایت محبت اور شفقت فرماتے۔ اس نکاح سے
 حضرت فاطمہ الزہرا کو رنج ہوتا اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تکلیف سے حضور
 کو ایذا پہنچتی جس کا سبب نکاح کرنا تھا۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حضرت علیؑ کو روکا تاکہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اذیت نہ پہنچے۔ ان کی اذیت
 سے حضور کو تکلیف ہوگی اور ایذا رسول کا جو حکم ہے وہ قرآن میں موجود ہے اگر علیؑ
 کو دوسرا نکاح کرنے سے روکنے کا سبب بھی اذیت رسول بنتی ہے۔ جو کہ امر جائز
 تھا اس کا کرنا جائز نہیں تو پھر وارے جاؤں سیدہ سے غیر سیدہ کا نکاح کرنے سے
 ایذا رسول نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگا۔ ذرا انصاف کرنا چاہیے۔ اور یہ کہنا کہ نکاح
 کی تحریم پر قرآن مجید یا حدیث متواترہ کوئی نص صریح نہیں۔ البتہ اگر کوئی اس فعل

فتیح کو جائز سمجھے (العیاذ باللہ)

چہ ولا وراست و زو کہ بکف چرخ وارد

ایذائے رسول سے انسان مسلمان نہیں رہتا۔ سیدہ کا نکاح غیر سید سے ہر طرح افلال اور اہانت رسول ہے۔ غیر سید کے لئے اولاد رسول کو مفروضہ بنانا چاہیئے کہ تصور کرنا بھی حرام ہے۔ رہا اس پر اصرار کہ ولی کی اجازت سے غیر سید کے ساتھ نکاح جائز ہے کے پیش نظر اس ملک میں سید کا صرف اولاد فاطمیہ پر اطلاق ہوتا ہے جو کہ فساد و زمان اور باعث ننگ ہونے کے ولی کی اجازت سے بھی جائز نہیں کیونکہ ایک ولی اگر اجازت دے تو بھی اہل سادات کے لئے باعث عار ہے۔ جو کہ ہر اس فساد ہے۔ لہذا اس نکاح کو جائز سمجھنا اور قرار دینا بموجب فساد و فتنہ و فساد ہے۔ جو کہ مسلمانوں میں منافرت اور مناقشت پیدا کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں جبکہ ائمہ المقتی میں بھی موجود ہے کہ اگر کسی جائز کام کے ہونے پر فساد ہونے کا امکان ہو تو پھر اس کے جواز پر فتویٰ دینا جائز نہیں۔ ان تمام حدود سے بچنا چاہئے کہ صرف لائسٹ کی رٹ لگانے سے دین کی خدمت نہیں۔ علمائے کرام سے بصدا و ب احترام التماس ہے کہ براہ کرم اس عظیم مسئلہ میں ایسے سید زور اور جارج کی حوصلہ افزائی کرنے سے اجتناب فرمائیں۔ تاکہ خوارج کے عقائد باطلہ پر واپس نہ چڑھ سکیں۔ بہر حال قلم سے لکھ دینا اور بے لگام زبان سے یہ کہہ دینا کہ سید عام مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کیوں ناجائز سمجھتے ہیں۔ یہ جملہ نہایت ہی سفاکانہ اور بیبیہ کانہ ہے۔ اہل بیت مصطفیٰ کا مقام قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ اور امتیاز بھی حاصل ہے۔ بالخصوص حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی فضیلت جس کا تذکرہ سابقہ اوراق میں کیا گیا ہے۔ اس فضیلت کا منکر ہر اس قرآن کا منکر کہلائے گا۔ سید کی ابتداء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے

گویا کہ اولاد و فاطمہؑ کو عام مسلمانوں کی طرح تصور کرنا یہ بھی ایک علمی مظاہرہ ہے جبکہ عام مسلمانوں کو ایک کو دوسرے پر بعض بعض امور میں فضیلت حاصل ہے ۔

اشرف الانساب کو عام میں داخل کرنا عجیب منطوق ہے ۔ یہ اس لئے چونکہ ذہن صرف اس بات پر چمٹا ہوا ہے کہ ”ما“ کی عمومیت میں ہر کسی کو داخل کر کے اپنا مقصد ثابت کرنا ہے ۔ لہذا سید کو بھی عام تصور کرنے کی ایک کوشش ہے ۔ یہ تو اس

طرح کہ ایک فرقہ آنحضرت کو محض بشر کہنے کے درپے ہے اور وہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ انداز پیش کرتا ہے کہ انسانیت کا کتنا بلند مقام ہے ۔ لیکن بعض لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہیں بلکہ العیاذ باللہ بشر ماننے سے رسالت مآب کی توہین ہے ۔ یعنی حضور کو انسانیت سے خارج کرتے ہیں اور یہ تو

عرف عام میں بمنزلہ گالی کے ہے ۔ کیا تم انسان نہیں ہو ۔ اس انداز گستاخانہ سے اپنی مطلب برآری کے لئے ایسی مثالیں پیش کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش میں

مصروف رہتے ہیں ۔ اسی طرح عوام کو یہ کہنا کہ سید اپنے آپ کو العیاذ باللہ مسلمانوں میں شمار نہیں کرتے ۔ ایسی رو یا ہی چالوں سے عوام کے نظریات پر ڈاکہ

ڈال کر توہین اہل بیت اطہار کا ارتکاب کیا جلتے واقعی کسی اسلام کے خادم اور اہل بیت اطہار کے خارج کو بھی دین کی خدمت نظر آتی ہے اور واشکاف الفاظ

میں علانیہ اس نکاح کو جائز سمجھنے کی کوشش میں مصروف ہیں ۔ خاکش بدہن بقول کسے سید اپنی لڑکیاں عام مسلمانوں کو دینا ناجائز سمجھتے ہیں اور یہ بالکل

صحیح ہے ۔ تو عمومیت مسلمانوں میں شامل ہونے والے بزرگ حضرات بطور سخاوت اپنی لڑکیاں عام مسلمانوں کے حوالہ کر دیں تاکہ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر سکیں ۔

خدا کے لئے علم کا مقصد ادب و تواضع ، اتباع سلف صالحین ہے نہ کہ قرآن کی آیات کے معانی میں تفسیر بالرائے ۔ احادیث پر اعتراض ۔ اقوال فقہاء پر تنقید کی بوجھ

کمر کے اپنا لایعنی مقصد جس سے خسر الدنیا والآخرہ کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں۔
 فافهم وتفکرو وتدبوا انکنت من المتدبرین والافافعل ماشئت۔

اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه ارنا الباطل باطلا وارزقنا
 اجتنابه صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

معتبر ضنین حضرات قبلہ عالم قدس سرہ و نور اللہ مرقدہ کے فتویٰ سے یہ نتیجہ
 اخذ کرنا کہ حضرت قدس سرہ کے پاس سیدہ کے غیر کفور میں مطلقاً نکاح کے منقذ
 نہ ہونے پر کوئی نص قرآنی یا حدیث صحیح ہوتی تو آپ پہلے اس کے عدم جواز
 کو آیت قرآنی سے ثابت کرتے جو فقہا کرام کا طریقہ ادا اصول فتویٰ ہے۔ حضرت
 رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کا جواب تحریر کرنے سے قبل قرآنی آیات سے مودت اور

حب اہل بیت کا ذکر فرمایا اور حدیث مبارکہ سے بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کی دلیل تحریر فرمائی جس سے واضح ہوتا ہے کہ باقی اکفاء اور سادات میں امتیازی
 حیثیت کو نمایاں کرنا مقصود تھا۔ وگرنہ صرف اتنا تحریر فرمادینا ہی کافی تھا
 کہ نکاح جائز نہیں۔ لیکن آپ کا استدلال بالقوآن والحدیث اس پر قائل ہے
 کہ اشراف انساب نسب مصطفویہ ہے جس کا ادب واحترام مسلمان کے لئے
 ضروری ہے۔ اطلاق کو مقید نہیں کیا جاسکتا۔ اور خصوصاً مناکحت کے موقع پر
 کفور کا اعتبار بھی لازمی ہے۔ کیونکہ مقصد نکاح کی تکمیل اسی صورت میں ممکن ہے
 جب باہمی کفور ہوگی۔ اسی لئے حضرت علیؓ کو آنحضرت نے حکم دیا۔ یا علی
 والایماذا وجدت کفواً من چیزوں کا حکم فرمایا۔ بلاشومہر کا نکاح اس وقت
 کرنا جب کفور میسر ہو۔ اگرچہ یہ حدیث گزشتہ ادراک میں ذکر کی گئی ہے لیکن
 موقع کی مناسبت کی وجہ سے اس سوال کا جواب کہ غیر کفور میں عدم جواز نکاح
 کا ثبوت حدیث میں نہیں ملتا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ حدیث کی رو سے نکاح تب

منعقد ہو گا کہ کفو ہو اگر کفو نہیں تو نکاح کا انعقاد بھی نہیں۔ حدیث کے پہلے الفاظ جب نماز کا وقت آئے تو تاخیر نہ کرنا۔ جنازہ آجائے تب بھی تاخیر نہ کرنا، اسی طرح کفو ہو تو پھر تاخیر نہ کرنا۔ جس طرح وقت کے بغیر نماز اور جنازہ کے بغیر ادائیگی صحیح نہیں اسی طرح کفو کے بغیر نکاح بھی صحیح نہیں۔ حضرت کے جواب کی جامعیت اور مانعیت قابل استدلال ہے۔ عدم جواب قرآنی آیت اور پیش کردہ حدیث وال ہے۔ را مانحن فیہ مسئلہ میں حضرت زینبؓ کے نکاح اور حضرت عثمان کے نکاح کے جواز پر بطور دلیل پیش کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ شائع علیہ السلام کی خصوصیات ہیں اور خصوصیات کو عمومیات پر محمول کرنا صرف سیدہ زوری ہے۔ کیا یہ ثابت کرنا بھی ضروری ہے کہ سید کا نکاح غیر سید سے جائز ہے۔ اگر یہ قاعدہ منطبق کرنا ہے تو پہلے سادات کے مقام کو عوام کے مقام کے مساوی تسلیم کرنا پڑے گا۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر کسی پر شکوہ نہیں۔ کیونکہ انکار نقض قطعی کا اور انکار احادیث نبویہ کا لازم آئے گا جس سے ایمان کا بقا نظر نہیں آ سکتا اور یہ کہنا کہ حضور اعلیٰ ﷺ کے پاس سیدہ کے غیر کفو میں عدم جواز نکاح کی کوئی قوی دلیل ہوتی تو کیونکر اسے ظاہر نہ کرتے۔ اولاً یہ تصور کرنا کہ حضرت کے پاس کوئی دلیل قوی نہیں یہ جملہ بھی انتہا درجہ تک ورطہ حیرت میں ڈالنے والا ہے جبکہ حضور اعلیٰ قولاً فعلاً تحریراً اس پر کافر رہے اور تا کید بھی فرماتے رہے۔ تو کیا آپ کا ایسا کرنا بلا دلیل تھا۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں عقل اور نقل کے خلاف ہے بلکہ ایسے نکاح کو آپ نے زنائے تعبیر فرمایا اگر دلیل نہ ہوتی تو آپ ایسے فعل شنیع سے منسوب نہ فرماتے۔ آپ کا یہ فرمانا بلا دلیل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی تسلیم نہ کرے تو اسے یہ کہنے کا کوئی حق بھی نہیں پہنچتا کہ اچھا لے کو اس حد تک ترجیح دینے کی کوشش کرے کہ بزرگوں کے قول و

فعل پر اعتراض کرنا شروع کر دے۔ خطائے بزرگاں گرفتار خطا است۔ یہ جملہ بھی فقیر کی قلم سے بہائے ضرورت لکھا گیا۔ ورنہ کوئی خطا کا شائبہ تک نہیں سیدہ کا نکاح آپ نے قرآن کی آیت اور حدیث نبوی سے منع فرمایا تھا۔ صرف یہ ہی نہیں کہ اس سے اہل بیت کی شان ثابت کرنا مقصود تھا بلکہ بتانا مقصود تھا جب اہل بیت کا مقام اتنا اعلیٰ و ارفع ہے تو پھر باہمی کفو نہ ہونے کی وجہ سے نکاح بھی جائز نہیں۔ جواز نکاح کے سلسلہ میں حدیث کا حوالہ دینا کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے التجا کی کہ امت میں سے جس فرد کے ہاں میری شادی ہو اور جس کے میرے ہاں شادی ہو وہ جنت میں میرا رفیق ہو۔ پس میرے رب نے میری اس التجا کو قبول فرمایا۔

علامہ ابن حجر الہیتمی مکی نے بحوالہ طبرانی اور حاکم کی نقل کردہ حدیث کا ترجمہ لکھا ہے۔ حدیث کے الفاظ قال سئلت رجب الاقزوج الی احد من انبیاء ربی یعنی میں نے اپنے رب سے التجا کی اپنی امت میں سے جس فرد کے ہاں میری شادی ہو اور جس کے ہاں میری شادی ہو وہ جنت میں میرا رفیق ہو میں بعینہ حدیث کے الفاظ من امتی یعنی امت کے ہاں میری شادی ہو یا میرے ہاں کسی ایک کی ہو۔ تو گویا حضور نے کسی ایک کے لئے دعا فرمائی جو دعا قبول بھی ہوئی۔ جن کے ہاں سے حضور کی شادی ہوئی اور جن کی شادی حضور کے ہاں سے ہوئی وہ یقیناً رفیق جنت بھی ہوتے۔ ابو بکر صدیق اور علی المرتضیٰ اس میں کوئی شبہ نہیں اگر اس سے یہ ثابت کر لے کہ میں ہر امتی کے ہاں شادی کروں تو پھر جائز ہے کیونکہ حضور کو اختیار ہے لیکن یہ معنی کرنا کہ میرے ہاں ہر امتی شادی کرے تو پھر العیاذ باللہ۔ مقام فکر و تدبر ہے۔ یہ سوچنا بھی کفر ہے۔ اس حدیث سے استدلال

کہتا کہ سیدہ کا نکاح غیر کفوریں جائز ہے۔ نہایت بے ربط دلیل اور غیر اخلاقی تحریر جس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ (العیاذ باللہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی تو دنیا میں کامیابی اور آخرت میں کامیابی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاں سے شادی کی گئی ان کو بھی رفاقت دارین نصیب ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابو جہل کی بیٹی سے عقد کرنا حجاز کی دلیل ٹھہرانا عجیب لنگہ زنا ہے اور عجیب اس کی روانی ہے۔ اگر غیر کفوریں نکاح جائز نہ ہوتا تو باب علم جیسی شخصیت سے ایسا سوچنے کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی۔ بہر حال اس واقعہ میں بھی حجاز نکاح کا پہلو موجود تھا۔ حضرت علیؓ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے۔ کاش معترضین یہ مسئلہ بھی یاد نہ رکھ سکے کہ مرد کا افضل ہونا ضروری ہے آپ کے لئے عدم حجاز نکاح کون سی شے مانع تھی۔ جبکہ ابو جہل کی بیٹی نکاح کے بعد مفروشہ ہوئی۔ اس کے لئے کون سی شے باعث عار بن سکتی تھی۔ لہذا ہر وہ چیز جو مباح بھی ہو اور اس سے ایذا رسولؐ ثابت ہو تو وہ بھی جائز نہیں علی المرتضیٰ کے نکاح سے حضور کو ایذا پہنچتی اس وجہ سے آپ نے علی المرتضیٰ کو نکاح سے منع فرمادیا۔ اس کی دو وجوہات تھیں۔ یعنی حضرت علیؓ نکاح کرتے تو حضرت فاطمہ الزہراءؓ کو ایذا پہنچتی اور حضرت فاطمہؓ کی ایذا سے رسول خدا کو ایذا ہوتی۔ لہذا اس سے بچنے کے لئے حضرت علیؓ کو نکاح سے منع کیا گیا۔ دوسری وجہ یہ تھی حضرت فاطمہؓ کی غیرت کی وجہ سے خوف فتنہ تھا۔ اس فتنہ کو فرو کرنے کے لئے منع فرمایا۔ حدیث مقدسہ کی روشنی سے ثابت ہوا کہ مباح اور جائز کام کی وجہ سے اگر ایذا رسولؐ ہو تو اس کا کرنا ناجائز ہے۔ مرقاۃ مشرح مشکوٰۃ۔ حضرت قبلہ عالم نے مقام اہل بیت کا قرآن مجید سے ثابت کر دیا کہ سادات کی کفو غیر سادات نہیں۔ نیز حضورؐ کا ارشاد کہ عورتوں کی تزویج نہ کی جائے مگر اکفاء میں

الحديث البیهقی۔

سوال : ولی اگر نکاح غیر کفو میں کر دے تو نکاح جائز ہے کیا ؟
 جواب : کیا تمام اکفار سادات کے ہمسر ہیں کیا سادات کی خصوصیت ہے اور اگر ہاں ہے تو پھر اس مسئلہ کو غیر سادات پر کیوں محمول کیا جائے۔ اگر یہ کہا جائے سیدہ فاطمہؑ کی فضیلت تو ہے لیکن احکامات سے مستثنیٰ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا جواب صاف ہے اگر فضیلت کا اقرار ہے تو پھر مسئلہ مذکورہ کے ارتکاب کی وجہ سے تنقیص شان لازم آتی ہے جبکہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے اپنی توفیق کے متعلق عدم اطلاع عام اور رات میں دفن کرنے کی وصیت فرمائی۔ اجلہ صحابہ کرام کے جنازہ میں حاضر ہونے کو پسند نہ فرمایا۔ تو یہ صرف اپنی غیرت ستر کی وجہ سے تھا۔ جب اپنی ذات مقدسہ کے ستر کی حفاظت کی اتنی تلفیق تھی تو حضرت فاطمہؑ اپنی اولاد کو غیر کفو میں مفروشہ بنانا کب گوارا فرما سکتی ہیں۔ یہ سراسر توہین اور تنقیص ہے حضرت سیدۃ النساء کے حق میں اگر کوئی ولی اپنا حق ساقط بھی کرتا ہے تو اسے سیدۃ النساء کے حق کے اسقاط کا کوئی اختیار نہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حضرت فاطمہؑ کا حق مقدم اور باقی ہے۔

سوال : نیز یہ کہنا کہ کوئی سید خاںوادہ اپنی بیٹی کا نکاح غیر کفو میں نہ کرے تو یہ اس کی مرضی جس کا اس کو اختیار ہے مگر یہ سوچ کر کہ ہم سب کے افضل ہیں اس لئے کسی غیر افضل کفو میں نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ از روئے شریعت حرام ہے اور یہ انتہائی کم علمی ہوگی۔ بلکہ ایسا سوچنا بھی شریعت مطہرہ کے مسخر کے مترادف ہے۔

جواب : قائل کا یہ قول ہرگز صحیح نہیں۔

کیونکہ اگر کوئی سید خاوندہ اپنی بیٹی کا نکاح غیر کفو میں نہیں کرتا تو ایسا کرنا شریعت مطہرہ کے عین مطابق اور حتمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہے۔ کیونکہ ارشاد گرامی ہے کہ اپنی لڑکیوں کو غیر اکفار میں نہ دو۔ اس سے

کبر اور نخوت نہیں بلکہ حدیث نبویؐ پر عمل ہے۔ برعکس اس کے کہ اگر اولیاء کے متعلق یہ فتویٰ صادر کر دیا جائے کہ وہ سیدہ بیٹیوں کو ضرور ہی غیر سادات میں نکاح کرے تو یہ سراسر قرآن و حدیث کی خلاف ورزی ہوگی۔ غیر کفو میں عدم انعقاد کا دار و مدار بصورت عدم رضا اولیاء تنقیص اور عار اور نیار قرار دیا گیا ہے۔ اولیاء کی عار اور تنقیص کی وجہ سے نکاح کے عدم انعقاد کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ تو تنقیص رسول اور سیدۃ النساء کو ملحوظ نہ رکھنا عجیب فلسفہ ہے۔ دلیل قبل بھی دی جا چکی ہے، واقعہ نکاح دختر ابو جہل (الخ) عرف عام کے مطابق بھی سیدہ کے نکاح کو غیر سید کے ساتھ معیوب سمجھا جاتا ہے جس سے خوف فساد و زمان کا تحقق بھی ہے۔ لہذا ایسے امر کے لئے بطور حجاز جس سے فتنہ فساد اور افتراق بین المسلمین کا وقوع ہوا قیاب لازمی ہے۔ نیز کوئی ایک ولی اپنا اختیار استعمال کرتا ہے تو سوراخ اختیار کا وقوع ہوگا۔ اگر کسی مصالحت وقتی یا حماقت کی وجہ سے نکاح کر دے ایسا کرنے سے سوء اختیار معروف اور غیر مشتبہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے خاندان کی عار اور مصالحت کو نظر انداز کر دیا حتیٰ لو عرف من الالب سوء الاختیار و لفسفہہ او لطمعہ لا یجوز عقدہ اجماعاً شامی جلد ۲ صفحہ ۴۱۸۔

سوال : حضور اعلیٰؐ کے فتویٰ سے عدم حجاز نکاح غیر کفو ثابت نہیں ہے
جواب : یہ کہنا نہایت ہی دلیری اور عجلت کاری سے کام لینے پر مبنی ہے۔

کیونکہ آپ کے فتویٰ سے وضاحت ہوتی ہے کہ سید کا نکاح غیر سید سے جائز نہیں رہا۔ بار بار رضا ولی کی قید کا تذکرہ کر کے حجاز کا ثبوت مہیا کیا جاتا ہے۔ اگر فتویٰ ہی کو دلیل کے طور پر پیش کر کے حجاز ثابت کرنا ہے۔ تو پھر حضور اعلیٰ کا جواب میں رضا ولی کی قید کا ذکر نہ کرنا ہی عدم حجاز کی دلیل ہے۔ نیز بعض حوالہ جات سے مطلق سیدہ اور غیر سید کا آپس میں نکاح کرنے پر تبصرہ کیا گیا جس کو پڑھ کر حیرت کی انتہا باقی نہ رہی۔ سید مرد اگر غیر سید سے نکاح کرے تو اس میں کیا قباحت ہے۔ لیکن ان عبارات سے تو عجب ہی طرز بیانی نمودار ہوتی ہے۔ و حقیقت سیدہ کو غیر سید کا مفروضہ بنانا ہی توہین رسالت ہے جو کہ ہر ایماندار اور باشعور مصنف حجاز اور حقیقت پسند محسوس کرتا ہے۔ عورت کے نکاح میں آنے کے بعد تعظیم سادات کس طرح ممکن ہے جس پر بار بار زور دے کر اس فعل کو شریعت مطہرہ کا حصہ قرار دیا جاتا ہے (العباد بالانساب) اور یہ کہنا کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز نہیں ہے۔ تو شریعت کی مخالفت لازم آئے گی یہ قول ہرگز صحیح نہیں۔ شریعت آئین مصطفیٰ کا نام ہے اور صاحب آئین کی تنقیص اور توہین کا سبب بنے تو پھر شریعت اسلامی کا نام بدنام نہ کیا جائے۔ بلکہ کسی خاص مقصد اور غرض کے لئے اس مسئلہ کو منظر عام پر لا کر اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو رنجیدہ کیا جا رہا ہے۔ نیز اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا ہو گا کہ رضا ولی کے ساتھ غیر کفو میں نکاح کے حجاز کو دلیل بنا کر سیدہ کے نکاح کو غیر سید کے ساتھ ضم کرنا نہایت ہی سوراوی اور قرآن و حدیث کے احکامات سے انحراف ہو گا۔

دیگر اولیاء تو بجا تھے خود اگر باپ کے متعلق یہ ثابت ہو جاتے کہ باپ نے اپنی لڑکی کے مصالح پر نظر کئے بغیر کسی لالچ یا اپنے نفع کے لئے نکاح کر دیا تو باپ کا سوراختیار

معروف اور غیر مشتبہ ہونے کی صورت میں یہ نکاح صغیرہ جو باپ نے کیا ہو بھی ناجائز ہے۔ فقہا کرام کے نزدیک باپ و اول کے متعلق نا بالغہ کے نکاح میں ترک شفقت اور مسامحت یقینی ہوگا تو اس کا کیا ہوا نکاح بھی لازم نہ ہوگا۔ اس جزئیہ کے پیش نظر اگر کوئی بیوہ کا ولی نکاح کرے گا تو ظاہر ہے اس کی سفاہت اور ایچ پر مبنی ہوگا۔ کیونکہ اس نے مستقبل کے مصالح کو نظر انداز کیا جو کہ لڑکی کے حق میں مفید نہیں ہو سکتے غیر کفو میں باعث عار اور عرف میں باعث ننگ ہے۔ لہذا یہ نکاح بنیاد کی طور پر منعقد نہیں ہوگا۔

فقہا کرام کے اقوال اور معمولات اکثر یہ ہیں۔ لہذا عظمت اسلام کے لئے قرآن اور صاحب قرآن کے نام پر اپیل کی جاتی ہے کہ اس عقیدہ یا طلہ کے فروغ دینے کی سعی لایعنی سے اقتباب کیا جائے گا تا کہ فلاح دارین کا موجب بن سکے۔ حضرت کے فتویٰ سے ثابت کرنا کہ آپ نے غیر ترضی کی شرط رکھی ہے یعنی بغیر رضا ولی کے نکاح کے عدم حجاز کا فتویٰ دیا۔ اگر ولی کی عدم رضا کے پیش نظر یہ فتویٰ دینا مقصود ہوتا تو پھر آیہ مبارکہ اور حدیث متبرکہ کو پیش نہ فرماتے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ نکاح جائز نہیں۔ لیکن آپ کی تحریر اس بات پر ڈال کی ہے کہ عام لوگوں کے نکاح کے لئے غیر کفو میں رضا ولی کا ہونا صرف اس بنا پر کہ اولیا کے لئے عار ہے۔ اگر عار ہی عدم نکاح کے انعقاد کا سبب ہے تو پھر سیدہ کا نکاح غیر سیدہ سے کر دینا بطریق اولیٰ باعث ننگ و عار ہوگا۔

خلاصۃ الکلام بلوغ المراد

بحمد اللہ تعالیٰ وبفضلہ فقیر بندہ ناچیز خاکپائے علمائے حق المتسمک باذیال
 الاولیاء ربانی المعروف محمد اسرار الحق حقانی نے ایک رسالہ انکشاف الاسرار فی
 تعظیم آل انبیاء المختار صلی اللہ علیہ وسلم بسلسلہ عدم جواز مناکحت بین السید و غیر السید
 تحریر کیا اور وہ منظر عام پر آیا۔ قرآن و احادیث بنویس اور اقوال فقہا کرام رحمہم
 اللہ اجمعین درج کئے گئے۔ اصلی مقصد کو ثابیت کرنے کے پیش نظر اختصار پر
 اکتفا کیا گیا جس کو ہر طبقہ فکر میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ کیونکہ دنیا کے اسلام
 عظیم المرتبت صاحب نقابت شرافت۔ صداقت۔ امامت۔ عمدة الاصفیاء
 ممدوح الاولیاء۔ منبع صدق و صفا۔ محور جو دوسنی۔ مرکز مہر و وفا۔ محبوب
 رب العالمی اعلیٰ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب واقف اسرار علی و خفی
 فاتح قادیانیت۔ قاطع نجدیت کے فرزند عظیم مجسمہ شرافت۔ محور سخاوت و سخاوت
 نشین گوڑہ شریف قبلہ خواجہ حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب گیلانی
 الحسنی و الحسینی افاض اللہ تعالیٰ فیہ و صاۃ الی یوم الدین المعروف بہ قبلہ بابو جی
 رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ان محترم عالی مرتبت عظیم البرکت حضرت قبلہ خواجہ پیر
 سید صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب الگیلانی اور سرمایہ دین و ملت
 حضرت پیر سید شاہ عبدالحق شاہ صاحب الگیلانی مدظلہما اللہ تعالیٰ نے نظر

تحسین سے ملاحظہ فرمایا اور صرف حوصلہ افزائی ہی نہیں فرمائی بلکہ دعاؤں سے بھی نوازا۔ کہ یہ میری آخرت و عاقبت میں نجات کا ذریعہ بنیں۔

زانکے مرتزاسے من مسکین نظر است

آثارم از آفتاب مشہو تر است

دور حاضر کے علماء اور فضلاء نے بھی اس امر پر مسرت کا اظہار فرما کر منون فرمایا۔ اور تحریراً اور تقریراً تائید بھی فرمائی۔ بعض مشائخ عظام نے تو انتہا درجہ تک شفقت فرما کر حقیقہ کے یقین کو درجہ راسخ تک پہنچا دیا کہ یہ امر میری زندگی کی خطاؤں اور جرموں کے معافی کا سبب بن سکے۔ بہر حال اس امر کے اظہار کے بعد جہاں رسالہ مذکور میں عدم جواز مناکحت سیدہ کا غیر سیدہ سے ولی کی رضا کے باوجود صحیح و درست نہ ہونے کے دلائل مندرج ہیں اس کے ساتھ آج سے ۵۰ سال قبل کے علمائے کرام کی تحریریں بھی مہیا ہوئیں جن سے عدم جواز نکاح کا حکم ان تحریروں میں شامل ہے۔ جبکہ عاداتاً عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ قبلہ عالم نور اللہ مرقدہ کے فتاویٰ کے بعد کسی دوسرے فتویٰ کی ضرورت ہی نہ رہتی تھی۔ کیونکہ فتویٰ ممدوح مرحوم و مغفور ضرورت کے وقت اس فتویٰ ہی کو بطور دلیل پیش کیا جاتا رہا۔ لیکن علمائے کرام زمانہ نے آپ کے اتباع میں آپ کی عدم جواز کی تحریروں کو منصفہ شہود میں لا کر آپ کی اتباع کا ثبوت پیش کیا۔ اسٹاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محب النبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر جس میں ان سے استفتاء پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص فاطمی صالح صحیح العقل اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی رضا سے غیر فاطمی عالم یا قریشی سے اس بناء پر کر دے کہ ایسا کرنا جائز ہے تو کیا نکاح جائز ہو گا یا نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مرحوم نے تفصیلی جواب عربی میں محققانہ اور مدللانہ

تحریر فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ اگر ولی رضا کے ساتھ نکاح کر دے تو پھر بھی نکاح ہرگز حلال نہیں۔ اس تحریر میں جو دلائل مندرج پائے گئے جن کا رسالہ انکشاف الاسرار میں بھی ذکر کیا گیا عدم جواز نکاح کا سبب عدم کفو اور عدم کفو میں عدم اتفاق کا سبب توہین، انتقام اور غار ہے اور یہ امر میں ہے سیدہ کو خیر سید سے (العیاذ باللہ) نکاح میں لانے سے مفروضہ تصور کرنے میں توہین ہے اور توہین اہل بیت اطہار بوجہ اذیت رسول کفر ہے۔ لہذا نکاح ہرگز ہرگز حلال نہیں اس کے علاوہ بھی ایک مطبوعہ اشتہار چار ربیع الاول ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۸ء بھی موجود ہے۔ جس میں سیدہ کے ساتھ غیر سیدہ کا نکاح ٹھانزہ قرار دیا گیا اور اس اشتہار کو بصورت استفتاء شائع کیا گیا جس میں ہزارہ، کشمیر، افغانستان اور دیگر ممالک کے مختلف مکاتب فکر کے مقتدر علمائے کرام کی عدم جواز کی تائید میں تحریریں ثبت ہیں۔ ان دو باتوں کا ذکر خلاصۃ الکلام کے عنوان سے اس لئے کیا کہ یہ بات بعض اذہان میں نہیں ہونی چاہیے کہ کام صرف فقیر نے کیا ہے۔ بلکہ علمائے ربانین، مجاہدان رسول و محب اہل بیت کہ ہر دور میں کلمۃ الحق بلند کرتے رہے ایسے لوگ جو عظمت مصطفیٰ اور ناموس اہل بیت کے خلاف ہیں ان کا تعاقب و محاسبہ کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور بالخصوص اہل علم حضرات مصلحت پسندی کا شکار نہ ہوں اور ایسے لوگوں کے ساتھ سخت رویہ اختیار کریں تاکہ تبلیغ دین کا حق ادا کر کے ثواب دارین کے مستحق بن سکیں۔ خدا نخواستہ اگر مصلحتوں کا شکار ہوتے رہے تو اس سے دشمنان رسول ناچار فائدہ اٹھانے میں کامیابی کا دعویٰ کریں گے۔ باوجود اس کے کہ ان کے لئے خسران دین کے سوا کچھ بھی نہیں بعض حضرات کی آراء کہ ولی کا خود عقد کرنے کے بعد کوئی اعتراض کا حق باقی نہیں رہتا۔ کا حق فقہائے کرام کی عبارات کو بنظر غائر اگر دیکھا جائے۔ جہاں ولی

کے عقد کرنے کے بعد اعتراض کا حق باقی نہیں رہتا کا ذکر ہے اس سے خاندان
مصطفویہ متشکل ہے۔ بار دوم رسالہ مذکورہ طباعت کے بعد منظر عام پر لایا
جاء ہے۔ دعا ہے کہ خدا کے ذوالجلال بہ تصدیق نبی ذوالکمال صلی اللہ علیہ وسلم
میرے گناہوں کا کفارہ بنے و آخرت میں ذریعہ نجات بنے۔ آمین یا رب العالمین بحوالہ ابنی الامین
۱۹۴۸ء کا اشتہار جو شائع ہوا اس میں عدم حواز مناکحت سید کا غیر سید سے
علمائے کرام، مشائخ عظام کے دستخط موجود ہیں جن حضرات نے قرآن و احادیث
اقوال فقہاء کرام کی روشنی میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نکاح کرنا شرعاً حلال و
حلال نہیں۔ ولی کی رضا کے بغیر اگر کوئی عاقلہ بالغہ غیر کفو میں نکاح کرتی ہے۔
للولى لکن للمولى الاعتراض فی غیر الکفو، لدفع لضرر العار للولى تو ولی کو
فسخ کا اختیار ہے۔ اس قضیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ فسخ نکاح کا اختیار ولی کو اس
بنابر پر دیا گیا کہ غیر کفو میں اس کے لئے باعث عار ہے لہذا عدم نکاح کا سبب عار و زنگ
ہے اودیہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سید کا نکاح غیر سید سے فساد زمان، توہین اہل
بیت اطہار اور باعث زنگ و عار ہونے کے قطعی جائز نہیں۔
اس لئے علمائے امت اور صلحائے ملت کی ذمہ داری ہے کہ وہ زمانے
کی روش اور خوارج کے عقائد باطلہ کے سامنے سینہ سپر ہو کر اس
اہم ترین مسئلہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور عند اللہ ماجور ہوں۔
اور بروز حشر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سرخرو ہونے
کا شرف حاصل فرمائیں۔ فقیر پر تقصیر کی طرف سے یہ گزارش یقیناً اہل علم
اور صاحب بصیرت نظر انداز نہیں فرمائیں گے۔ نیز عوام الناس سے
بھی درخواست ہے کہ وہ اہل بیت سے متعلق پروپیگنڈا سے متاثر نہ
ہوں اور بالخصوص عدم حواز المناکحتہ بین السید و غیر السید میں انتہائی

احتیاط سے کام لیں۔ کیونکہ قیامت کے دن ہم سب نے بارگاہ رسالت میں پہنچنا ہے ایسا نہ ہو کہ فراسی لغزش کی وجہ سے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ نیز قارئین کرام سے التجا ہے کہ فقیر کو اپنے خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں حق کہنے، حق سننے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین۔

وما توفیقی الا باللہ

علیہ توکلۃ والیہ انیب

خادم الفقراء والعلماء

قاصی محمد اسلم الحق حقانی

الرحی الی اغفران الحق

مہتمم جامعہ اسلامیہ اسلام العلوم، مری روڈ

راولپنڈی فون: ۲۹۰۴/۵۳۰۵۵۰۵۵

ضلعی خطیب راولپنڈی

يا اهل البيت رسول الله حبكم
فرض من الله في القرآن انزله

كفكم من عظم القدراتكم
من لم يصل عليكم لا صلوة له

(حضرت امام شافعی ح)

یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا اللہ
جل جلالہ

اشاعت دین کی مثالی درس گاہ

جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم

(حیٹرڈ) مری روڈ۔ راولپنڈی

- ۱۔ جس میں بیرونی طلباء تمام علوم دینیہ و فنون مروجہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔
 - ۲۔ اویب عربی۔ فاضل عربی۔ درجہ حفظ، ناظرہ کا مکمل انتظام ہے۔
 - ۳۔ امتحانات تنظیم المدارس کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہوتے ہیں۔
 - ۴۔ جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم کی سدا فواج پاکستان میں منظور شدہ ہے
 - ۵۔ فتویٰ فوری کا کام انتہائی احتیاط کے ساتھ بلا معاوضہ ہوتا ہے۔
- جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم نمبر ۲ چکالہ اسکیم نمبر ۲ میں زیر تعمیر ہے
نیز طلباء اور مدرسین کے اخراجات کا کفیل بھی ادارہ ہے۔
مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ جامعہ ہذا کی مدد فرما کر ثوابِ ابن
حاصل کریں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین احسن الجزاء
- رابطہ کے لئے فون نمبر

۵۱۱۷۳۳، ۵۵۰۰۵۳، ۷۲۹۰۴